بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 37

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

27 رصفر1445ہجری قمری ● 14 رتبوک1402ہجری شمسی ● 14 رستمبر2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

اَفَلَا یَتُوۡبُوۡنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَہٗ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

(المائدہ:75)

ترجمہ: پس کیا وہ اللہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے جھکتے نہیں اور اس سے بخشش طلب نہیں کرتے جبکہ اللہ بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8رستمبر 2023 کو مسجد بیت السبوح (فرنکفرٹ، جرمنی) سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

قرآن شریف میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک

پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو، کیونکہ اس سے ایک قسم کی بداخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے، اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سائل کو جھڑکنا نہیں چاہئے

بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں۔ اور اگر کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانے شروع کر دیتے ہیں اور اس پر اپنی مولویت کا رُعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سُست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے، جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا، بلکہ حدیث شریف میں لَوۡ اَتَاکَ رَاکِبًا کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دے دینا چاہئے اور قرآن شریف میں وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡہَرۡ (الضّحٰی:11) کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو، کیونکہ اس سے ایک قسم کی بداخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلدی ناراض نہ ہو۔ یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بنا دے۔

ایک نیکی سے دوسرے نیکی پیدا ہوتی ہے

غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک چیز دوسری کو جذب کرتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دے دے گا تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا اور اُس کو کچھ دے بھی دے گا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 480، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے

(2445) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات باتیں کرنے کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ پھر انہوں نے (ان باتوں کا) ذکر کیا (جن کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا یعنی) بیمار کی عیادت اور جنازوں کے ساتھ جانا اور چھینک مارنے والے کا جواب دینا اور سلام کا جواب دینا اور مظلوم کی مدد کرنا اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا اور قسم دینے والے کی قسم پورا کرنا۔

(2446) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسی عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے اور (یہ کہہ کر وضاحت کیلئے) آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المظالم مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

دنیا کی ہر چیز کوئی نہ کوئی فائدہ رکھتی ہے، کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو

افسوس کہ اس حکم سے مسلمانوں نے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا اور تحقیق اور ایجاد کے کام کو نظر انداز کر دیا

اور یورپ والوں نے باوجود قرآن کریم کو نہ ماننے کے اس حکم پر عمل کیا اور علوم میں اس قدر ترقی کی کہ ساری دنیا پر غالب آ گئے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الکہف کی آیت نمبر 8 اِنَّا جَعَلۡنَا مَا عَلَی الۡاَرۡضِ زِیۡنَۃً لَّہَا لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے کہ ہم نے دنیا میں ہزاروں چیزیں پیدا کی ہیں اور غرض یہ ہے کہ انسان کیلئے ایک شغل پیدا کریں تا وہ ان اشیاء کو دریافت کرے پھر ان سے کام لے اور زِیۡنَۃً کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کوئی نہ کوئی فائدہ رکھتی ہے۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس میں کوئی فائدہ نہ ہو اسی ایک لفظ سے کس طرح اس نکتہ کو واضح کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز لغو نہیں اگر بَعۡضُہَا زِیۡنَۃً ہوتا تو یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ بعض اشیاء مفید ہیں اور بعض غیر مفید مگر اللہ تعالیٰ سب اشیاء کو جو دنیا پر ہیں دنیا کیلئے زینت کا موجب قرار دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسلام کے نزدیک دنیا کی ہر شے میں فوائد ہیں اور وہ ایک حسن یعنی خوبی اپنے اندر رکھتی ہے اور کوئی چیز بھی نہیں کہ جو دنیا کا حسن بڑھانے والی نہ ہو افسوس کہ اس حکم سے مسلمانوں نے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا اور تحقیق اور ایجاد کے کام کو نظر انداز کر دیا اور یورپ والوں نے باوجود قرآن کریم کو نہ ماننے کے اس حکم پر عمل کیا اور علوم میں اس قدر ترقی کی کہ ساری دنیا پر غالب آ گئے۔ لِنَبۡلُوَہُمۡ اَیُّہُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دنیا کی اشیاء اس لئے پیدا کی گئی ہیں تا کہ لوگ ان کے متعلق تحقیق کریں، دنیا کی حالت کو سدھاریں۔ اس حصے کے متعلق مسیحیوں سے کوتاہی ہوئی ہے۔ انہوں نے دنیا کے راز تو دریافت کئے مگر اچھے عمل کا نمونہ نہ دکھایا یعنی اس تحقیق اور تدقیق کے نتیجہ میں انہوں نے دنیا میں ظلم اور فساد کی بنیاد رکھ دی اور غالباً اس طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 390، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

اداریہ
جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار منصف کے اعتراضات کا جواب

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 25راگست 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ (جرمنی 2023)

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ سویڈن کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر و غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

128واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 29، 30 اور 31ر دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31 دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

”مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار“
(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)......(5)

جماعت احمدیہ مسلمہ پر اخبار ’منصف‘ حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

گزشتہ چار شماروں سے ہم اخبار”منصف“ حیدر آباد کے، بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام پر اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔اعتراضات کی تفصیل اور اسکا پس منظر 17 اگست کے شمارہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔منصف نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے انگریزوں کے ساتھ مل کر سازش کی تھی۔نعوذ باللہ من ذالک۔ہم نے دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ یہ واضح کر دیا کہ یہ اعتراض محض ایک کھوکھلا، جھوٹا، بے بنیاد اور انتہائی احمقانہ اعتراض ہے۔اب ہم اس اعتراض کا ایک اَور پہلو سے جواب دیتے ہیں۔کہا یہ جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کی تعریف کی اور اس کے خلاف جہاد کرنے سے منع فرمایا۔جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگریزی حکومت کی تعریف کا سوال ہے اس کا جواب ہم گزشتہ شمارہ میں دے چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ صرف مسیح موعود علیہ السلام ہی نہیں بلکہ اُس زمانے کے چوٹی کے مسلمان علماء اور اسکالر انگریزی حکومت کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور گورنمنٹ انگریزی سے فائدے بھی اُٹھاتے رہے۔اِس شمارہ میں ہم اِس اعتراض کا جواب دیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی حکومت سے جہاد کی ممانعت فرمائی۔یہ درست ہے کہ آپؑ نے جہاد کے نام پر حکومت سے سرکشی، بغاوت، ناحق کشت وخون اور قتل وغارت سے منع فرمایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کیلئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 66)

اور یہی مذہب حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد تیرھویں صدی کا تھا۔مولانا محمد جعفر تھانیسری مؤلف”سوانح احمدی“ لکھتے ہیں کہ ایک سائل نے یہ سوال کیا کہ آپ انگریزوں سے جو دین اسلام کے منکر اور اس ملک کے حاکم ہیں جہاد کر کے ملک ہندوستان کیوں نہیں لے لیتے ؟ آپ نے فرمایا:

”سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر ظلم اور تعدّی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ہم ان کے ملک میں علانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی ......ہمارا اصل کام اشاعتِ توحید الٰہی اور احیائے سُنن سیّد المرسلینؐ ہے۔سو وہ بلا روک ٹوک اس ملک میں ہم کرتے ہیں۔پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصولِ اسلام طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔یہ جواب باصواب سن کر سائل خاموش ہو گیا اور اصل غرض جہاد کی سمجھ گیا۔“ (سوانح احمدی کلاں، صفحہ 71)

اور صفحہ 139 میں لکھتے ہیں :

”سیّد صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی عملداری سمجھتے تھے۔“

آپ کے دستِ راست شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ سے اثنائے قیامِ کلکتہ جبکہ آپ وعظ فرما رہے تھے، یہ سوال کیا گیا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو آپ نے اسکے جواب میں فرمایا :

”ایسی بے رُوریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔“ (سوانح احمدی کلاں، صفحہ 57)

اور سر سیّد احمد خان مرحوم نے اپنی تالیف ”رسالہ بغاوت ہند“ میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ بغاوت 1857 جہاد نہ تھی اور نہ مسلمان انگریزی گورنمنٹ سے جہاد کرنے کے شرعاً مجاز تھے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک رسالہ ”الاقتصاد فی مسائل الجہاد“ 1876ء میں تصنیف کیا اور علمائے اسلام کی رائے حاصل کرنیکے لئے انہوں نے لاہور سے لے کر عظیم آباد اور پٹنہ تک سفر کیا اور مختلف فرقہائے اسلام کے اکابر علماء کو یہ رسالہ حرف بحرف سُنا کر ان کا توافق رائے حاصل کیا۔اس میں آپ دلائل ذکر کر کے لکھتے ہیں:

”ان دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا، مہدی سوڈانی ہو یا حضرت سلطان شاہ ایرانی، خواہ امیر خراسان ہو مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا ہرگز جائز نہیں۔“ (الاقتصاد، صفحہ 16)

اور لکھتے ہیں : ”اہلِ اسلام کو ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔“
(اشاعۃ السنہ، جلد 6، نمبر 10، صفحہ 187)

اور لکھتے ہیں : ”اس امن و آزادیٔ عام وحسنِ انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہل حدیثِ ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس سلطنت کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اَور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم ورعایا ہونا نہیں چاہتے۔“ (اشاعۃ السنہ، نمبر 10، جلد 6، صفحہ 293)

یہی مذہب نواب مولوی محمد صدیق حسن خان آف بھوپال اور مولوی نذیر حسین محدث دہلوی کا تھا اور یہی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ نے دیا اور یہی مذہب مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد مفتی لدھیانہ کا تھا کہ : ”انگریزی گورنمنٹ کی مخالفت مسلمانوں کے لئے شرعاً حرام ہے۔“
(”نصرۃ الابرار“ مؤلفہ مولوی محمد مفتی لدھیانہ 1306 ہجری)

اور مولانا ظفر علی خان مدیر اخبار ”زمیندار“ بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

”زمیندار اور اسکے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایۂ خدا سمجھتے ہیں اور اسکی عنایاتِ شاہانہ اور انصاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت وقلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کیلئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔“ (زمیندار 9/نومبر 1911ء)

اور لکھتے ہیں :

”مسلمان ایک لمحہ کیلئے ایسی حکومت سے بدظن ہونیکا خیال نہیں کر سکتے۔اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں“ (زمیندار 11/نومبر 1911ء)

علامہ السید الحائری مجتہد العصر (شیعی لیڈر) گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی ہے جس کی نظیر اور مثال دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی۔غور کرو کہ تم اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کیونکر بے خوف وخطر پوری آزادی کے ساتھ آج سرِ میدان تقریریں اور وعظ کر رہے ہو۔اور کس طرح ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد مسعود میں ہمیں میسّر آئے ہیں جو پہلے کسی حکومت میں موجود نہ تھے۔گزشتہ غیر مسلم سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہ کہہ سکتے تھے اَور باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے، حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔کوئی باقاعدہ تحقیقات ہوتی ہی نہ تھی ......اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں (جو آزادیٔ مذہب کی صورت میں انہیں حاصل ہے) صمیم قلب سے برٹش حکومت کا رہین احسان اور شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کیلئے شرع بھی اُن کو مانع نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے نوشیروان عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح وفخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔“ (موعظہ تحریف قرآن بابت ماہ اپریل 1923 صفحہ 67، 68 شائع کردہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووال لاہور)

شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی نے اپنے لیکچر میں جو 5/اکتوبر 1888ء کو ٹاؤن ہال دہلی میں دیا گورنمنٹ انگریزی کے متعلق فرمایا: ”کیا گورنمنٹ جابر اور سخت گیر ہے؟ توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق۔“
(مولانا مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی کے لیکچروں کا مجموعہ۔بار اوّل 1890ء صفحہ 9)

اور فرمایا: ”جو آسائش ہم کو انگریزی عملداری میں میسر ہے کسی دوسری قوم میں اس کے مہیا کرنے کی صلاحیت نہیں۔“ (ایضاً، صفحہ 26)

ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے انگریزی گورنمنٹ سے متعلق فرماتے ہیں:

”بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر مستولی ہونا درحقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے اور بلاشبہ تمام رعیت اس عادل بادشاہ کی احسان مند ہے۔پس ہم رعایائے ہندوستان جو ملکہ معظّمہ وکٹوریہ دام سلطنتہا ملکہ ہندو انگلینڈ کی رعیت ہیں، اور جو ہم پر عدل وانصاف کے ساتھ بغیر قومی و مذہبی طرفداری کے حکومت کرتی ہے سرتاپا احسان مند ہیں اور ہم کو یہ ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم ہے۔ہم کو اس کی احسان مندی کا ماننا اور شکر بجا لانا واجب ہے۔“ (مجموعہ لیکچر ہائے آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر ہلالی پریس ساڈھورہ دسمبر 1892ء، صفحہ 15)

اور 10/مئی 1886ء کو بمقام علیگڑھ تقریر میں گورنمنٹ انگریزی سے اپنی خیر خواہی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”میری نصیحت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے اپنا دل صاف رکھو اور نیک دلی سے پیش آؤ اور سب طرح پر گورنمنٹ پر اعتبار رکھو۔“ (مجموعہ لیکچر ہائے ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر ہلالی پریس ساڈھورہ دسمبر 1892ء صفحہ 239)

پس جو نظریہ گورنمنٹ انگریزی سے جہاد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تمام جید علماء اسی نظریہ کے مؤیّد تھے۔مندرجہ بالا اقوال کے علاوہ جو مسلّم سیاسی اور مذہبی مسلم رہنماؤں کے ہیں ایک غیر از جماعت شخص (ملک محمد جعفر خان ایڈووکیٹ) کا بیان پیش کرنا بھی غیر مناسب نہ ہوگا۔ملک صاحب لکھتے ہیں :

”مرزا صاحب کے زمانے میں انکے مشہور مقتدر مخالفین مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولوی ثناء اللہ صاحب اور سر سید احمد خان سب انگریزوں کے ایسے ہی وفادار تھے جیسے مرزا صاحب۔یہی وجہ ہے کہ اُس زمانے میں جو لٹریچر مرزا صاحب کے ردّ میں لکھا گیا اُس میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات میں غلامی پر رضا مند رہنے کی تلقین کی ہے۔“ (احمدیہ تحریک، صفحہ 243، شائع کردہ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور)

(ماخوذ از تعارف ”گورنمنٹ انگریزی اور جہاد“ روحانی خزائن جلد 17، از حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب)

اخبار”منصف“ حیدر آباد نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو یہ اعتراض کیا کہ آپؑ نے انگریزوں کے ساتھ مل کر سازش کی تھی، اس کا ہم نے ہر پہلو سے جواب دے دیا ہے۔”منصف“ اگر اپنے اعتراض میں مخلص ہے اور اپنی صحافت میں دیانتدار ہے تو ہمارے جواب کو بھی اپنے اخبار میں شائع کرے۔آئندہ شمارہ میں ہم منصف کے دیگر اعتراضات کا جواب دیں گے۔وباللہ التوفیق۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں (الحدیث)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو استغفار اور توبہ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے

اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کریں اور حقیقی توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نہ دیں تو ہمارا اپنی اصلاح کا عہد کرنا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا

’’روحانی مَدد استغفار ہے، اسکے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے، جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’اسلام میں توبہ کیلئے کسی مذہب کی شرط نہیں ہے، ہر ایک مذہب کی پابندی کے ساتھ توبہ قبول ہوسکتی ہے اور
صرف وہ گناہ باقی رہ جاتا ہے جو کوئی شخص خدا کی کتاب اور خدا کے رسول سے منکر رہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اس واسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے

آج کل دنیا میں جنگی حالات ہیں، ان حالات میں بھی دنیا کو محفوظ رکھنے کیلئے، اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کیلئے ہم احمدیوں کو بھی بہت استغفار کرنی چاہئے

دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں، جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے
استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلاٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی

’’آفات اور بلیّات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اسکے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ‘‘

استغفار ایک عربی لفظ ہے اسکے معنے ہیں طلبِ مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے
اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں......توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بدکام سے رجوع کرنا

’’جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’عبودیت کا سِر یہی ہے کہ انسان خدا کی پناہ کے نیچے اپنے آپ کو لے آوے، جو خدا کی پناہ نہیں چاہتا وہ مغرور اور متکبر ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

عبادت کا معیار حاصل کرنے کیلئے بھی استغفار بہت ضروری ہے

جب انسان گناہوں سے دستبردار ہو کر صدقِ دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے

استغفار اور توبہ کا تبھی فائدہ ہے جب بنیادی احکامات کو بھی سامنے رکھ کے ان کی صحیح پیروی کی جائے
نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی ہو، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بھی صحیح ادائیگی ہو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں استغفار اور توبہ کی حقیقت وافادیت پر بصیرت افروز بیان

مکرمہ آنسہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ، مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ آف سیالکوٹ،
مکرمہ مسرت جہاں صاحبہ آف آسٹریلیا اور مکرم ناصر احمد قریشی صاحب آف امریکہ کی وفات پر ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 اگست 2023ء بمطابق 25 ظہور 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی استغفار اور توبہ قبول کرنے والا ہے بشرطیکہ وہ سچی توبہ ہو، صرف منہ سے الفاظ ہی نہ ادا ہو رہے ہوں۔ قرآن کریم میں اس بات کا مختلف جگہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ سچی توبہ کرنے والوں کو مال واولاد سے نوازتا ہے (نوح:13)، عذابِ الٰہی سے بچنے کیلئے ایک ذریعہ ہے۔ استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت جذب کرنے والا بنتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے استغفار کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (النساء:65) وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پاتے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ حقیقی استغفار ہو، سچی توبہ ہو۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی گناہ کے محرکات اسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور بدی کے نتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرۃ:223) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! توبہ کی علامت کیا ہے۔ کس طرح پتہ لگے گا صحیح توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ندامت اور پشیمانی علامتِ توبہ ہے۔

(کنز العمال، جزء 4، صفحہ 261، کتاب التوبۃ، حدیث 10428، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

پس حقیقی توبہ کرنے والا حقیقی پشیمانی اور ندامت دکھا کر جہاں گناہوں سے پاک ہوتا ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملتی ہے۔ بار بار اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ سچی توبہ کرنے کی شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی شرط یہ فرمائی کہ خیالاتِ فاسدہ اور تصوراتِ بد کو چھوڑ دے۔ پس جو خیالات بدلذات کی وجہ سمجھے جاسکتے ہیں ان کو مکمل طور پر ترک کرے۔ یہ بہت بڑا جہاد ہے جو انسان کو کرنا چاہئے تبھی توبہ کی طرف قدم اٹھے گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حقیقی ندامت اور پشیمانی ظاہر کرے۔ یہ سوچ کہ یہ لذات اور دنیاوی حظ عارضی چیزیں ہیں اور انسان کی عمر کے ساتھ ساتھ ہر روز اس میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ تو پھر اس کے ساتھ کیوں انسان چمٹا رہے؟ پس خوش قسمت ہے وہ جو اس حقیقت کو سمجھ لے اور توبہ کرے، حقیقی پشیمانی کا اظہار کرے۔ یہ حقیقی پشیمانی ہے جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ پکا ارادہ کرے کہ ان برائیوں کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ اور یہیں رک نہیں جانا کہ برائیوں کے قریب نہ جانے کا عہد کرلیا اور بس کافی ہوگیا بلکہ اخلاق حسنہ اور پاکیزہ افعال اسکی جگہ لے لیں گے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 138-139، ایڈیشن 1984ء) یہ ہے حقیقی توبہ اور یہ ہے حقیقی پشیمانی اور یہ وہ حالت ہے جب یہ حاصل ہوجائے تو خدا تعالیٰ پھر اپنے ایسے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام استغفار اور توبہ کی طرف ہمیں بار بار توجہ دلاتے ہیں۔

انسان غلطیاں کرتا ہے اور جب یہ غلطیاں بار بار دہرائی جائیں تو پھر ایک کے بعد دوسرے گناہ میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہیں۔ اس لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنے دلوں کو ہمیں پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا چاہئے کہ کبھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ضائع نہ ہوں۔

جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو استغفار اور توبہ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ آپؑ کو اتنی فکر تھی کہ کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب آپؑ نے جماعت کو اس طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ اپنی مجالس میں اپنی تحریرات میں بار بار توجہ دلائی۔ پس ہمارے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام اور ارشادات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ ارشادات کو ہمیشہ سامنے رکھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تا کہ حق بیعت ادا کرنے والے بھی بنیں۔

اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کریں اور حقیقی توبہ اور استغفار کی طرف توجہ نہ دیں تو ہمارا اپنی اصلاح کا عہد کرنا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت جگہ توبہ کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

استغفار کا فائدہ کیا ہے؟ یہ بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’وَاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ (ہود: 4) یادرکھو کہ دو چیزیں اس امّت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے، دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کیلئے۔ قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ ’’صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔‘‘ ویٹ لفٹنگ کرنے والے جو ہیں، ویٹ اٹھانے والے ہیں، ڈمبل اٹھانے والے ہیں، مختلف قسم کی ورزشیں کرنے والے ہیں، جس طرح ان کے ورزش کرنے سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے ’’اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اسکے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔‘‘

طاقت حاصل کرنی ہے تو استغفار کرو۔ ’’غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان ان جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کرکے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں ان پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں۔ ایک سَمّی مادہ ہے‘‘ یعنی زہریلا مادہ ’’جس کا مؤکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے۔ جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمّی قوت غالب آجاتی ہے۔‘‘ زہریلا مادہ غالب آجاتا ہے۔ ’’لیکن جب اپنے تئیں ذلیل وحقیر سمجھتا اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہوجاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہوکر بہہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنی ہیں۔ یعنی یہ کہ اس قوت کو پاکر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔‘‘ حقیقی استغفار یہ ہے۔ ’’غرض اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو۔ اوّل رسول کی اطاعت کرو۔ دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہاں پہلے اپنے رب سے مدد چاہو۔ جب قوت مل گئی تو تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ (ہود: 4) یعنی خدا کی طرف رجوع کرو۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 67-68، ایڈیشن 1984ء) اللہ کی مدد چاہنے کیلئے بھی اس سے دعا کرنی پڑے گی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’ظاہر ہے کہ انسان اپنی فطرت میں نہایت کمزور ہے اور خدا تعالیٰ کے صدہا احکام کا اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔‘‘ انسان کمزور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیے ہیں۔ ’’پس اس کی فطرت میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بعض احکام کے ادا کرنے سے قاصر رہ سکتا ہے۔‘‘ قدرتی بات ہے اتنے احکام ہیں ہوسکتا ہے کہ سارے احکام نہ ادا کرسکے۔ ’’اور کبھی نفسِ امارہ کی بعض خواہشیں اس پر غالب آجاتی ہیں۔ پس وہ اپنی کمزور فطرت کی رو سے حق رکھتا ہے کہ کسی لغزش کے وقت اگر وہ توبہ اور استغفار کرے تو خدا کی رحمت اس کو ہلاک ہونے سے بچالے۔‘‘ حقیقی توبہ ہو، یہ کمزوری جو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے اس کی وجہ سے اس کا حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کی حقیقی توبہ کو قبول کرے اور اسے بچالے۔ ’’اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ اگر خدا توبہ قبول کرنے والا نہ ہوتا تو انسان پر یہ بوجھ صدہا احکام کا ہرگز نہ ڈالا جاتا۔ اِس سے بلاشبہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا توّاب اور غفور ہے اور توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا۔‘‘ پس یہ شرط ہے ایسی توبہ ہونی چاہئے۔ ’’پس جب انسان اس صدق اور عزمِ محکم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا اپنی ذات میں کریم و رحیم ہے وہ اس گناہ کی سزا معاف کردیتا ہے اور یہ خدا کی اعلیٰ صفات میں سے ہے کہ توبہ قبول کرکے ہلاکت سے بچالیتا ہے اور اگر انسان کو توبہ قبول کرنے کی امید نہ ہو تو پھر وہ گناہ سے باز نہیں آئے گا۔‘‘

اگر امید ہی نہیں کہ توبہ قبول ہونی ہے تو پھر وہ گناہ کرتا چلا جائے گا۔ بہت سارے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا فائدہ جب انجام ہی ایسا ہونا ہے؟ نہیں۔ انجام کے وقت سے پہلے اگر توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ بچالیتا ہے۔ فرمایا کہ ’’عیسائی مذہب بھی توبہ قبول کرنے کا قائل ہے مگر اس شرط سے کہ توبہ قبول کرنے والا عیسائی ہو لیکن اسلام میں توبہ کیلئے کسی مذہب کی شرط نہیں ہے۔ ہر ایک مذہب کی پابندی کے ساتھ توبہ قبول ہوسکتی ہے اور صرف وہ گناہ باقی رہ جاتا ہے جو کوئی شخص خدا کی کتاب اور خدا کے رسول سے منکر رہے اور یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ انسان محض اپنے عمل سے نجات پاسکے بلکہ یہ خدا کا احسان ہے کہ کسی کی وہ توبہ قبول کرتا ہے اور کسی کو اپنے فضل سے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ وہ گناہ کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 189-190)

ایک شخص آپؑ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا کہ مَیں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟ آپؑ نے فرمایا:

’’استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدانجام سے بچالے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔‘‘ کہ نہ وہ گناہ کرے اور نہ ہی گناہ کے بد انجام ظاہر ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور وہ کبھی دوبارہ گناہ نہ کرے۔ یہ سامنے رکھتے ہوئے استغفار پڑھنی چاہئے۔ ’’ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہئے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو۔ یہ ضروری ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 320، ایڈیشن 1984ء)

اب منہ سے صرف استغفار کردینا یا لکھ دینا کہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ۔ اب آئندہ غلطیاں نہیں ہوں گی۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ جب تک یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ ہو کہ انسان ان غلطیوں کی طرف دوبارہ کبھی نہیں جائے گا جو سرزد ہوچکی ہیں۔

استغفار کے معنی سمجھاتے ہوئے ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا: استغفار کے یہی معنی ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور گناہوں کے کرنے والی قوت ظہور میں نہ آوے۔ انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اس واسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔

اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنی بھی لیے جاویں گے کہ جو جرائم اور گناہ ہوگئے ہیں ان کے بدنتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کردے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔ فرمایا بہرحال یہ انسان کیلئے لازمی امر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ فرمایا یہ جو بلائیں نازل ہوتی ہیں قحط کی صورت میں یا کسی اَور صورت میں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہوجائیں۔

آج کل دنیا میں جنگی حالات ہیں۔ ان حالات میں بھی دنیا کو محفوظ رکھنے کیلئے، اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کیلئے ہم احمدیوں کو بھی بہت استغفار کرنی چاہئے۔

فرمایا مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی مگر جو استغفار کا مطلب اور معنی پوچھو تو بس کچھ نہیں۔ ہکا بکا رہ جائیں گے۔ انسان کو چاہئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہوچکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ
اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (سورۃ الھود: 24)
یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ اپنے ربّ کی طرف جھکے
یہی وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا
وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ (سورۃ البقرہ: 169)
اے لوگو! اُس میں سے حلال اور طیّب کھاؤ جو زمین میں ہے
اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

دل ہی دل میں ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔فرمایا خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔اپنی زبان میں بھی استغفار ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسۡتَغۡفِرُ اللہ۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنی چاہئیں اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں۔فضول ہیں۔ ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے، استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلا ٹل جاتی ہے لیکن جب بلا نازل ہوجاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔

بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے۔اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے۔اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا۔اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا اور یہی حقیقی استغفار کا نتیجہ ہونا چاہئے۔

خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کروگے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رعب پڑے گا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رعب تھا۔ایک دفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رعب ہوتا ہے۔ چاہئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کیلئے کیا جاوے تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد 9، صفحہ 372 تا 374، ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور متقی بننا بڑی چیز ہے۔خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچا لیتا ہے بجز اس کے کہ خدا تعالیٰ کی حفاظت اس کے شامل ہو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بلا نہیں پکڑے گی اور کسی کو بھی مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔آفات تو ناگہانی طور سے آجاتے ہیں۔کسی کو کیا معلوم کہ رات کو کیا ہوگا۔لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یَا عِبَادَ اللہ خدا سے ڈرو۔‘‘ اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو۔’’ آفات اور بلیّات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہوجاؤ۔‘‘

پھر فرمایا کہ استغفار کے معنی یہ ہیں۔مزید وضاحت کر رہے ہیں کہ ’’......خدا تعالیٰ سے اپنے گذشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔ استغفار انبیاء بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔بعض نادان پادریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار پر اعتراض کیا ہے۔‘‘ یہ جواب آپؑ دے رہے ہیں کہ کہتے ہیں جی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کیا کرتے تھے۔اس کا مطلب ہے وہ گناہگار تھے۔نعوذ باللہ۔فرمایا ’’اور لکھا ہے کہ ان کے استغفار کرنے سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ استغفار تو ایک اعلیٰ صفت ہے۔انسان فطرتاً ایسا بنا ہے کہ کمزوری اور ضعف اس کا فطری تقاضا ہے۔انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔لہٰذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تُو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے نہ ولی کو اور نہ رسول کو۔کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں۔پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔پس اظہارِ عبودیت کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اَور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے۔

یہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے‘‘ عیسائی لوگ جو کہتے ہیں ناں کہ عیسیٰ علیہ السلام استغفار نہیں کرتے تھے۔فرمایا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔’’کہ حضرت عیسیٰؑ استغفار نہ کرتے تھے۔ یہ ان کی بیوقوفی اور بے سمجھی ہے اور یہ حضرت عیسیٰؑ پر تہمت لگاتے ہیں۔انجیل میں غور کرنے سے صریح اور صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جا بجا اپنی کمزوریوں کا اعتراف کیا اور استغفار بھی کیا‘‘ حضرت عیسیٰؑ نے۔فرمایا کہ ’’اچھا بھلا‘‘ یہ بتاؤ کہ ’’اِیۡلِی اِیۡلِی لِمَا سَبَقۡتَانِیۡ‘‘ سے کیا مطلب؟ ایلی، ایلی کر کے کیوں نہ پکارا؟ عبرانی میں ایل خدا کو کہتے ہیں۔اسکے یہی معنے ہیں کہ رحم کر اور فضل کر اور مجھے ایسی بے سروسامانی میں نہ چھوڑ (یعنی میری حفاظت کر) درحقیقت مشکل تو یہ ہے‘‘ فرمایا کہ ’’درحقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلافِ زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے۔کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ۔اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔

استغفار ایک عربی لفظ ہے اسکے معنے ہیں طلبِ مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔

صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔‘‘ فرمایا کہ ’’توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بدکام سے رجوع کرنا۔توبہ کوئی برا کام نہیں ہے بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہاء درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا تعالیٰ کو کیا پروا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 336 تا 339، ایڈیشن 1984ء)

استغفار کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ’’جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ الحیّ اور القیوم۔ الحیّ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ القیوم۔خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہی دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔پس حیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہے اور القیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔اس کو اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔حیّ کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار‘‘ (بلڈنگ بنانے والا میسن) ’’جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مرجانے سے عمارت کو کوئی حرج نہیں ہے مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے۔اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کیلئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے برے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے۔‘‘ گناہ نہیں بھی کیا تو زندہ رہنے کیلئے، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کیلئے بھی استغفار چاہئے۔’’لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 217، ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک جگہ استغفار کی حقیقت کو یوں بیان فرمایا کہ ’’گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہوسکتا ہے۔

استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔‘‘ یہ زمانہ جس سے ہم گزر رہے ہیں بڑے خوف کا ہے۔توبہ استغفار میں مصروف رہو’’ اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزولِ عذاب۔مگر جب نازل ہوجاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 299، ایڈیشن 1984ء)

پس آج کل دنیا کے حالات کو بھی سامنے رکھ کر ہمیں بہت استغفار کرنی چاہئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرور اور آفات سے بچائے۔

توبہ کی حقیقت کی مزید وضاحت آپؑ نے ایک جگہ اس طرح فرمائی۔فرمایا کہ ’’یاد رہے کہ توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے‘‘ توبہ کی حقیقت سے انکار کرنے والا ترقیات کے دروازے کو بند کرتا ہے ’’کیونکہ یہ بات تو ہر ایک کے نزدیک واضح اور بدیہیات سے ہے کہ انسان کامل بالذات نہیں۔‘‘ یعنی مکمل طور پر اپنی ذات میں بالکل کامل نہیں ہے ’’بلکہ تکمیل کا محتاج ہے اور جیسا کہ وہ اپنی ظاہری حالت میں پیدا ہو کر آہستہ آہستہ اپنی معلومات وسیع کرتا ہے پہلے ہی عالم فاضل پیدا نہیں ہوتا۔اِسی طرح وہ پیدا ہو کر جب ہوش پکڑتا ہے تو اخلاقی حالت اس کی نہایت گری ہوئی ہوتی ہے چنانچہ جب کوئی نوعمر بچوں کے حالات پر غور کرے تو صاف طور پر اس کو معلوم ہوگا کہ اکثر بچے اس بات پر حریص ہوتے ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ نزاع کے وقت دوسرے بچہ کو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو......

تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 28)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو

پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 30)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ماریں۔’’لڑائیاں ہوتی ہیں بچوں کی۔’’اور اکثر ان سے بات بات میں جھوٹ بولنے اور دوسرے بچوں کو گالیاں دینے کی خصلت مترشح ہوتی ہے اور بعض کو چوری اور چغلخوری اور حسد اور بخل کی بھی عادت ہوتی ہے اور پھر جب جوانی کی مستی جوش میں آتی ہے تو نفسِ امارہ ان پر سوار ہو جاتا ہے اور اکثر ایسے نالائق اور ناگفتنی کام ان سے ظہور میں آتے ہیں جو صریح فسق و فجور میں داخل ہوتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اکثر انسانوں کیلئے اوّل مرحلہ گندی زندگی کا ہے۔’’ ماحول معاشرہ ان کو گندا کر دیتا ہے۔’’اور پھر جب سعید انسان اوائل عمر کے تند سیلاب سے باہر آ جاتا ہے تو پھر وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتا ہے۔’’ سعید فطرت انسان تو جب دیکھتا ہے کہ یہ گند دنیا میں کس طرح پھیلا ہوا ہے تو پھر اس کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اور توجہ ہونے کے نتیجہ میں کیا ہوتا ہے کہ’’ اور سچی توبہ کر کے ناکردنی باتوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔’’ پھر وہ توبہ کرتا ہے’’ اور اپنے فطرت کے جامہ کو پاک کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر انسانی زندگی کے سوانح ہیں جو نوع انسان کو طے کرنے پڑتے ہیں۔ پس اِس سے ظاہر ہے کہ اگر یہی بات سچ ہے کہ توبہ قبول نہیں ہوتی تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کا ارادہ ہی نہیں کہ کسی کو نجات دے۔’’

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 192-193)

ایک موقع پر جبکہ کچھ لوگ آئے تھے، انہوں نے بیعت کی، مجلس جمی ہوئی تھی تو ان کو آپؑ نے نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ’’ خدا تعالیٰ کا منشا ہے کہ انسان توبہ نصوح کرے اور دعا کرے کہ اس سے گناہ سرزد نہ ہو۔ نہ آخرت میں رسوا ہو نہ دنیا میں۔’’ ایسی توبہ ہو کہ دنیا میں بھی رسوائی نہ ہو اور مرنے کے بعد بھی رسوائی نہ ہو۔ فرمایا کہ’’ جب تک انسان سمجھ کر بات نہ کرے اور تذلل اس میں نہ ہو تو خدا تک وہ بات نہیں پہنچتی۔

صوفیوں نے لکھا ہے کہ اگر چالیس دن گزر جاویں اور خدا کی راہ میں رونا نہ آوے تو دل سخت ہو جاتا ہے تو سختی قلب کا کفّارہ یہی ہے کہ انسان رووے۔ اس کیلئے محرکات ہوتے ہیں۔ انسان نظر ڈال کر دیکھے کہ اس نے کیا بنایا ہے اور اس کی عمر کا کیا حال ہے۔ دیگر گذشتگان پر نظر ڈالے۔’’ گزرے ہوئے حالات جو ہیں ان میں بہت سارے تکلیف دہ حالات بھی ہیں ان پہ نظر ڈالے۔’’ پھر انسان کا دل لرزاں و ترساں ہوتا ہے۔ جو شخص دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں گناہ سے بچتا ہوں وہ جھوٹا ہے۔ جہاں شیرینی ہوتی ہے وہاں چیونٹیاں ضرور آتی ہیں۔ اسی طرح نفس کے تقاضے تو ساتھ لگے ہی ہیں ان سے نجات کیا ہو سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا ہاتھ نہ ہو تو انسان گناہ سے نہیں بچ سکتا نہ کوئی نبی نہ ولی اور نہ ان کیلئے یہ فخر کا مقام ہے کہ ہم سے گناہ سرزد نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے تھے اور نبیوں کے استغفار کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر رہے ورنہ اگر انسان اپنے نفس پر چھوڑا جاوے تو وہ ہرگز معصوم اور محفوظ نہیں ہو سکتا۔ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَايَ۔ اور دوسری دعائیں بھی استغفار کے اسی مطلب کو بتلاتی ہیں۔ عبودیت کا سِر یہی ہے کہ انسان خدا کی پناہ کے نیچے اپنے آپ کو لے آوے۔ جو خدا کی پناہ نہیں چاہتا وہ مغرور اور متکبر ہے۔’’

(ملفوظات، جلد 6، صفحہ 21، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ سے’’ کسی نے پوچھا کہ عبادت میں ذوق شوق کس طرح پیدا ہوتا ہے؟’’

اب بھی لوگ بہت سے سوال پوچھتے ہیں۔’’ فرمایا اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق شوق اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔’’ عبادت کا ذوق شوق بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے۔’’ اور ان دعاؤں میں تھک نہ جاوے۔ جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جس کیلئے اس کے دل میں تڑپ اور بیقراری ہوتی ہے۔’’ عبادت کے ذوق شوق کی تڑپ اور بیقراری ہے تو پھر مستقل مزاجی سے لگے رہو، آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے۔’’ یعنی عبادت کیلئے ایک ذوق و شوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے۔’’ کوشش ہی نہیں کی، مجاہدہ نہیں کیا’’ اور وہ یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔

خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اَور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے۔ اس لئے ہر وقت اسکے فضل کیلئے دعا کرتے رہو اور اسکی استعانت چاہو تا کہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تا کہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔’’

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 154-155، ایڈیشن 1984ء)

پس عبادت کا معیار حاصل کرنے کیلئے بھی استغفار بہت ضروری ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا گُر کیا ہے، آپؑ نے فرمایا:’’ توبہ استغفار کرنی چاہئے’’ یہ گُر ہے۔’’ بغیر توبہ استغفار کے انسان کر ہی کیا سکتا ہے۔ سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔ سو نمازیں پڑھو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہو اور پچھلے گناہوں کی معافی مانگو اور بار بار استغفار کرو تا کہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔ انسان کی فطرت میں دو طرح کا ملکہ پایا جاتا ہے ایک تو کسبِ خیرات اور نیک کاموں کے کرنے کی قوت ہے اور دوسرے برے کاموں کو کرنے کی قوت اور ایسی قوت کو روکے رکھنا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ قوت انسان کے اندر اس طرح سے ہوتی ہے جس طرح کہ پتھر میں ایک آگ کی قوت ہوتی ہے۔’’

(ملفوظات، جلد 9، صفحہ 372، ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا’’ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (ہود: 4) یاد رکھو کہ دو چیزیں اس امّت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے’’ استغفار کرو’’ دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کیلئے۔’’ توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرو۔’’ قوت حاصل کرنے والا استغفار ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے’’ جس طرح پہلے بھی بیان ہوا تھا’’ مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے۔ اسکے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔’’

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 67-68، ایڈیشن 1984ء)

فرمایا کہ’’ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گنہگار کو بخشے گا، خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اسکی رحمت کے خزانے وسیع اور لا انتہا ہیں۔ اسکے حضور کوئی کمی نہیں۔ اسکے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزوں کی نوکریوں کی طرح نہیں کہ اتنے تعلیم یافتہ کو کہاں سے نوکریاں ملیں۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے۔ یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اسکی نزع کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آ جاوے۔ بے شک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے۔’’ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 296-297، ایڈیشن 1984ء) جب آخر مرنے کا وقت آیا پھر کوئی نہیں۔

پھر فرمایا کہ واضح ہو کہ توبہ لغت عرب میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دستبردار ہو کر صدقِ دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ امر سراسر قانونِ قدرت کے مطابق ہے کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جب ایک انسان سچے دل سے دوسرے انسان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کیلئے نرم ہو جاتا ہے تو پھر عقل کیونکر اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اسکی طرف رجوع نہ کرے بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے وہ بندے سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اِسی لیے قرآنِ شریف میں خدا تعالیٰ کا نام جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت، تذلل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مخلصی نہیں پا سکتا۔ افسوس کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کیا اور تمام مدار اپنے فعل اور عمل پر رکھا ہے مگر وہ خدا جس نے بغیر کسی کے عمل کے ہزاروں نعمتیں انسان کیلئے زمین پر پیدا کیں کیا اس کا یہ خلق ہو سکتا ہے کہ انسان ضعیف البنیان جب اپنی غفلت سے متنبہ ہو کر اس کی طرف رجوع کرے اور رجوع بھی ایسا کرے کہ گویا مر جاوے اور پہلا ناپاک چولہ اپنے بدن پر سے اتار دے اور اس کی آتشِ محبت میں جل جائے تو پھر بھی خدا اس کی طرف رحمت کے ساتھ توجہ نہ کرے۔ کیا اِس کا نام خدا کا قانونِ قدرت ہے؟ نہیں۔ جو یہ کہتا ہے اس پر لعنت ہے اللہ کی۔

(ماخوذ از چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 133-134)

اپنی زندگیوں میں نمایاں تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:’’ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوا اور تدبیر پر بھروسہ کرنا حماقت ہے۔ اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی پیدا کر لو کہ معلوم ہو کہ گویا نئی زندگی’’ استغفار کی زندگی’’ ہے۔ استغفار کی کثرت کرو۔ جن لوگوں کو کثرتِ اشغالِ دنیا کے باعث کم فرصتی ہے ان کو سب سے زیادہ ڈرنا چاہئے۔’’ دنیا کے کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے جو کہتے ہیں کہ بہت کم وقت ملتا ہے انہیں بہت ڈرنا چاہئے۔’’ ملازمت پیشہ لوگوں سے اکثر فرائضِ خداوندی فوت ہو جاتے ہیں اس لئے مجبوری کی حالت میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا کی نمازوں کا جمع کر کے پڑھ لینا جائز ہے۔’’ بہت مجبوری ہے تو جمع کر کے پڑھ لو لیکن اصل یہی ہے کہ اپنے وقت پر نمازیں ادا کی جائیں۔ فرمایا’’ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر حکام سے نماز پڑھنے کی اجازت طلب کر لی جائے تو وہ اجازت دے دیا کرتے ہیں۔’’ جو نوکر پیشہ لوگ ہیں فرمایا کہ افسروں سے اگر مسلمان نہیں بھی ہیں کہو، ان سے اجازت لو تو نماز پڑھنے کی اجازت مل جاتی ہے۔’’...... ترک نماز کیلئے ایسے بیجا عذر بجز اپنے نفس کی کمزوری کے اَور کوئی نہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظلم و زیادتی نہ کرو۔ اپنے فرائض منصبی نہایت

ارشاد نبوی ﷺ

اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کریم کیا کرو، یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو اس میں خیر کم اور شر زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کیلئے تنگ پڑ جاتا ہے

(کنز العمال)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی ﷺ

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر اور یوم آخرت یعنی جزا سزا کے دن پر ایمان لائے اور اسکے علاوہ تو خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے

(صحیح مسلم)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

دیانتداری سے بجالاؤ۔‘‘ (ملفوظات، جلد1، صفحہ265، ایڈیشن 1984ء)

پس استغفار اور توبہ کا تبھی فائدہ ہے جب بنیادی احکامات کو بھی سامنے رکھ کے ان کی صحیح پیروی کی جائے۔ نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بھی صحیح ادائیگی ہو۔

آپؑ نے فرمایا کہ ’’پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دی جاتی ہے۔ تب وہ خدا کی سزا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کرلو...... وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم کی گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔‘‘ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس کا فضل مانگتے رہو استغفار کرتے رہو۔ پھر فرمایا کہ ’’اے خدائے کریم و رحیم! ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین‘‘

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 174)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا وارث بنائے اور ہم توبہ کے حقیقی مفہوم کو سمجھتے ہوئے استغفار کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے استغفار اور توبہ کرنے والے ہوں۔

اب میں بعض مرحومین کا ذکر کروں گا اور بعد میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ ان میں سے پہلا ذکر ہے مکرمہ آنسہ بیگم صاحبہ کا۔ جو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ترانوے سال کی عمر میں گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب ان کے دادا تھے۔ ان کی والدہ کا نام حضرت صالحہ بیگم صاحبہ بنت پیر منظور محمد صاحب تھا۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے قادیان سے حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا۔ قاضی شوکت صاحب مرحوم سے ان کی شادی ہوئی تھی۔

میر محمود احمد صاحب ناصر ربوہ سے اپنی ہمشیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نہایت درجہ سادہ بالکل بے ضرر، بے شرر۔ شادی سے پہلے سارے خاندان کی خدمت کرنے والی ہماری بہن تھیں۔ کہتے ہیں ربوہ کے ابتدائی دنوں میں جب یہاں بجلی نہیں تھی۔ گرمی شدید پڑتی تھی۔ کچے مکانوں میں رہتے تھے اور کہتے ہیں ہم گرمی سے بچاؤ کیلئے ایک کمرے میں اکٹھے ہو جاتے تھے۔ وہاں چھت پہ ایک بڑا سارا جھالر والا پنکھا لگا ہوا تھا جس کو رسی پکڑ کے ہلایا کرتے تھے اور یہ بغیر کسی کے کہے کے ہمارے آرام کی خاطر باہر بیٹھ کر رسی ہلاتی رہتی تھیں تا کہ ہم آرام سے سوئے رہیں۔ ان میں سب کی خدمت کا بے لوث جذبہ تھا۔

ان کے بچے لکھتے ہیں کہ ہماری والدہ نہایت مخلص احمدی مسلمان تھیں۔ حقوق و فرائض ادا کرنے والی بیوی تھیں۔ مزاج بہت سادہ اور پیار کرنے والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء اور صحابہ کے نہایت اہم اور پُرمغز واقعات بہت ہی سادہ انداز میں بیان کیا کرتی تھیں۔ جماعت کی تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء اور صحابہ کے واقعات بھی نہایت آسانی سے بیان کر دیا کرتی تھیں۔ بچوں کو اور لوگوں کو عام طور پر اس بات کی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ ایمان پر قائم رہو اور پُروقار زندگی بسر کرو۔ جماعتی کاموں میں بہت فعال رکن تھیں۔ سب سے بڑی خوبی آپ کی انسانیت کیلئے شفقت تھی۔ تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا یہاں تک کہ آپ ایئر پورٹ کے ٹرمینل پر ایئر لائن کے پائلٹ سمیت سب کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھیں۔ آپ کے اخلاق میں خوبصورتی اور سادگی شامل تھی۔ تقریر میں بہت عمدہ تھیں۔ ان کی بھانجی امۃ الکافی صاحبہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اپنے والدین سے جو بنیادی تربیت پائی وہ اتنی مضبوط تھی کہ کبھی اس سے ٹس سے مس نہیں ہوئیں۔ دین کی خدمت کا جذبہ اس قدر تھا کہ نیو یارک جیسے شہر میں باقاعدہ مسجد جا کر مسجد کی صفائی کیا کرتی تھیں۔ لوگ یہ بتاتے ہیں کہ جب تک ہمت رہی سودا لینے کے وقت عام لوگوں کو اپنی سمجھ اور زبان کے مطابق تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ غریبوں اور مجبوروں کیلئے دل میں ہمدردی اور محبت کا ایک طوفان مچا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ بشریٰ اکرم صاحبہ سیالکوٹ کا ہے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1955ء میں بھڑال ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئیں۔ مرحومہ نیک متقی اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ایک مخلص خاتون تھیں۔ مہمان نوازی، غریب پروری اور خلافت سے محبت ان کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ واقفین زندگی کی بہت عزت کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے بیٹے بابر شہزاد صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ سیرالیون میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور وہاں میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے ان کے جنازے میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔

بابر شہزاد صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ میرا جامعہ میں داخلہ ہوا تو بہت خوش ہوئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم سے کیا سوال پوچھا تھا۔ کہتے ہیں انہوں نے جامعہ میں جو سوال کیا تھا کہ تم اکیلے بیٹے ہو اگر تم نے وقف کر دیا تو والدین کا کفیل کون ہوگا۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے تو جو جواب دینا تھا دیا لیکن والدہ نے یہ سن کے کہا کہ اگر میرے سات بیٹے ہوتے تو میں سب کو وقف کر دیتی۔ کہتے ہیں آخری دنوں میں جب ہسپتال میں داخل تھیں۔ مَیں نے فون کیا اور پوچھا آپ کیسی ہیں؟ تو باوجود بڑی تکلیف کے انہوں نے یہی کہا کہ ٹھیک ہوں اور ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق سب کھا پی رہی ہوں لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو پریشان نہ ہونا اور ادھر ہی رہنا، تم افریقہ میں ہو وہیں رہنا۔ بچوں کو پریشان نہ کرنا۔ تم وقفِ زندگی ہو اس لیے صبر کرنا اور کہتے ہیں یہی میری والدہ کے آخری الفاظ تھے۔ غریبوں اور ضرورتمندوں اور بیواؤں کا خیال رکھتیں اور ان کی مالی مدد کیا کرتی تھیں۔ جب بھی گندم یا چاول کی فصل آتی تو اس کو کئی حصوں میں تقسیم کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی صبر عطا فرمائے۔

تیسرا ذکر مسرت جہاں صاحبہ اہلیہ چودھری محمد اختر صاحب آسٹریلیا کا ہے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں ستاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے دادا حضرت بابو محمد افضل اوجلوی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ ان کے زیرسایہ انہوں نے تربیت پائی۔ ان کو برین ہیمبرج ہو گیا تھا۔ گزشتہ سولہ سال سے اسی وجہ سے بیڈ پہ پڑی رہیں۔ ان کے بچوں نے، ایک بیٹے زاہد نے اور بہو نے ان کی خاص خدمت کی۔ بہو کہتی ہیں کہ جس طرح انہوں نے اپنی ایکٹو (active) زندگی میں میرے سے ہمیشہ سلوک رکھا وہ ساس نہیں تھیں بلکہ بیٹی کی طرح سلوک رکھا۔ نماز، روزہ، تہجد کی پابند تھیں۔ عبادت کا خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔ اپنے گھر میں بھی عبادت کیلئے علیحدہ جگہ بنائی ہوئی تھی اور دارالعلوم سے مسجد مبارک میں جب درس ہوا کرتا تھا تو پیدل درس سننے جایا کرتی تھیں اور بلکہ آخری عشرے میں تراویح کیلئے بھی جایا کرتی تھیں۔ خلافت سے بے حد عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔ ان کے خاوند ریلوے میں سٹیشن ماسٹر تھے۔ جہاں بھی ان کی پوسٹنگ ہوتی وہاں اپنے گھر میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی کلاس لگایا کرتی تھیں۔ ربوہ میں جب سکونت اختیار کی تو وہاں بھی قرآن کریم کی کلاس کا اہتمام کیا۔ ان کے پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے چھوٹے بیٹے حافظ راشد جاوید صاحب ناظم دارالقضاء ربوہ ہیں، واقف زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی جو نیکیاں ہیں ان کو ان کے بچوں کو بھی جاری رکھنے کی توفیق دے۔

چوتھا ذکر ہے مکرم ناصر احمد قریشی صاحب امریکہ کا۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں اٹھاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ امۃ الباری ناصر صاحبہ کے یہ شوہر تھے جو کہ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی سیکرٹری اشاعت رہی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کا ایک نواسہ وقاص خورشید مربی ہے اور ایک پوتا ان کا جامعہ احمدیہ کینیڈا میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے والد کا نام مکرم محمد شمس الدین بھاگلپوری صاحب تھا اور ان کے خاندان میں احمدیت 1913ء میں آئی جب محترم مولوی عبدالماجد صاحب والد حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس علاقے میں ایک جلسہ کیا اور صداقت مسیح موعود کے دلائل بیان کیے۔ ان کے والد صاحب بہت متاثر ہوئے۔ سٹیج پر جا کر ملاقات کی۔ لٹریچر دیا گیا جسے پڑھ کر احمدیت کیلئے جوش پیدا ہوا۔ انہوں نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خواب میں حضرت اقدسؑ کی شبیہ مبارک اور مبشر خوابیں دکھائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ آپؓ کی بیعت کی۔ اس طرح بھاگل پور کے اوّلین احمدیوں میں شامل ہوئے۔ شدید مخالفت کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور وہاں اخلاص و محبت میں ترقی کرتے چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کار ڈرائیور کے طور پر بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

ناصر قریشی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ پارٹیشن کے بعد کراچی میں رہائش اختیار کی۔ یہیں تعلیم پائی۔ بڑی محنت اور لگن سے نامساعد حالات کے باوجود پڑھتے رہے۔ بی ای الیکٹریکل انجینئر نگ کی اور پھر اس کے بعد اپنے محکمہ ٹیلیفون میں ملازمت اختیار کی۔ جنرل مینیجر کے عہدے تک ترقی کی۔ ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے تو بڑے محنتی اور ایماندار افسر کی شہرت کے ساتھ ریٹائرمنٹ حاصل کی۔ جماعت احمدیہ کراچی کے حلقہ ناظم آباد میں صدر حلقہ اور جہاں بھی رہے دوسری جگہ میں بھی صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ان کی اہلیہ امۃ الباری صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہمیشہ ان کو میں نے صوم و صلوٰۃ کا پابند پایا۔ مسجد میں دل اٹکا رہتا تھا۔ ذمہ دار شوہر، بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھنے والا پایا۔ ضرورتمندوں کی مدد کی توفیق ان کو ملتی تھی۔ خلافت سے والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ صاف سیدھی سچی اور کھری بات کہتے تھے اور خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ✡ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ✡ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُونے اور چھپایا حق ✡ مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنے والی ہے

خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا ✡ سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدد ازدواج اور اس کی حکمتیں

حضرت عائشہ کے رخصتانہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں تعدّد ازدواج کا آغاز ہوتا ہے، اس لیے اس موقع پر اس مسئلہ کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ درج کرنا نا مناسب نہ ہوگا، لیکن پیشتر اسکے کہ تعدّد ازدواج کے متعلق کچھ بیان کیا جاوے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ اغراض بیان کر دی جائیں جو اسلامی شریعت میں نکاح کی مقرر کی گئی ہیں۔ کیونکہ منجملہ اور اغراض کے ان اغراض کے توسیعی مصالح پر ہی تعدّد ازدواج کا ایک حد تک دارومدار ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ قرآن شریف سے نکاح کی اغراض چار معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل انسان کا بعض جسمانی اور اخلاقی اور روحانی بیماریوں اور ان کے بدنتائج سے محفوظ ہو جانا۔ اس صورت کو عربی میں احصان کہتے ہیں جس کے لفظی معنے کسی قلعہ کے اندر محفوظ ہو جانے کے ہیں۔ دوم بقائے نسل، سوم حصولِ رفیق حیات اور سکینتِ قلب، چہارم محبت اور رحمت کے تعلقات کی توسیع، چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے:

وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ ’’ اور اے مسلمانو! جائز کی جاتی ہیں تمہارے لیے تمام عورتیں سوائے ان عورتوں کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ کہ تم ان کے مہر مقرر کر کے ان کے ساتھ نکاح کرو۔ مگر تمہارے نکاح کی غرض یہ ہونی چاہئے کہ تم بیماریوں اور بدیوں سے محفوظ ہو جاؤ اور یہ غرض نہیں ہونی چاہئے کہ تم شہوت کے طریق پر عیش وعشرت میں پڑو۔‘‘

اس آیت میں احصان والی غرض بیان کی گئی ہے یعنی (الف) یہ کہ نکاح کے ذریعہ انسان بعض ان خاص قسم کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہونے سے بچ جاوے جو تجرد کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں اور (ب) یہ کہ وہ بعض روحانی اور اخلاقی بیماریوں سے محفوظ ہو جاوے، لیکن ناپاک خیالات اور ناپاک تعلقات میں مبتلا نہ ہو۔ اسی غرض وغایت کو ایک دوسری آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

’’اَے مسلمان مردو! یاد رکھو کہ تمہاری عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی عورتوں کا لباس ہو۔‘‘

یعنی تم ایک دوسرے کو بدیوں اور بیماریوں سے محفوظ کرنے کا ذریعہ ہو جیسا کہ لباس انسان کیلئے سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس آیت میں چونکہ عورتوں کو بھی شامل کرنا تھا اس لیے طریقِ بیان زیادہ لطیف کر دیا گیا ہے۔ نیز اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کیلئے پردہ پوشی کا بھی ذریعہ ہیں جیسا کہ لباس بھی پردہ پوشی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

پھر فرماتا ہے: نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ ۖ فَاۡتُوۡا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ ۚ وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ یعنی ’’اے مسلمانو! تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں جن سے تمہاری آئندہ نسل کی فصل نے پیدا ہونا ہے۔ پس اب تمہیں اختیار ہے کہ جس طرح چاہو اپنی کھیتیوں کے ساتھ معاملہ کرو اور جس قسم کی فصل اپنے لیے پیدا کرنا چاہو پیدا کرلو۔‘‘

اس آیت میں بقائے نسل کی غرض بیان کی گئی ہے یعنی یہ کہ انسانی نسل کا سلسلہ قائم رہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے نہایت لطیف پیرایہ میں یہ اشارہ بھی کر دیا ہے کہ جب بیویوں کے ذریعہ آئندہ نسل کا وجود قائم ہونا ہے تو پھر انسان کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے ساتھ تعلقات رکھنے میں ایسا طریق اختیار کرے کہ جس کے نتیجہ میں آئندہ نسل خراب نہ ہو بلکہ بہتر سے بہتر نسل پیدا ہو۔

پھر فرماتا ہے: خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً یعنی ’’اللہ تعالیٰ نے تمہاری جنس میں سے ہی تمہارے لیے بیویاں بنائی ہیں تاکہ تم ان کے تعلق میں سکینتِ قلب حاصل کرو اور پھر اس تعلق کو خدا نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کا ذریعہ بنایا ہے۔‘‘

اس آیت میں نکاح کی تیسری اور چوتھی اغراض بیان کی گئی ہیں۔ یعنی یہ کہ خاوند کو بیوی میں اور بیوی کو خاوند میں رفیقِ حیات میسر آ جاوے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے تعلق میں تسکین قلب پائیں اور دوسرے یہ کہ نکاح کے ذریعہ سے خاوند اور بیوی کے متعلقین کے درمیان رشتہ وِداد و اتحاد قائم ہو جاوے اور نسلی رشتہ داری کے تعلق کے علاوہ رحمی تعلق کے ذریعہ بھی مختلف خاندانوں اور مختلف قوموں کے درمیان محبت اور رحمت کی زنجیر سے منسلک ہو جانے کے موقعے میسر رہیں۔

الغرض اسلامی شریعت میں نکاح کی چار اغراض بیان کی گئی ہیں۔ اوّل احصان یعنی بعض جسمانی اور روحانی بیماریوں اور ان کے نتائج سے محفوظ ہو جانا۔ دوم بقاء نسل، سوم رفاقتِ حیات اور تسکین قلب، چہارم مختلف خاندانوں یا مختلف قوموں کا آپس میں محبت اور رحمت کے رشتہ کے ذریعہ سے مل جانا اور اگر غور کیا جاوے تو یہ ساری اغراض نہ صرف بالکل جائز اور مناسب ہیں بلکہ نہایت درجہ پاکیزہ اور فطرتِ انسانی اور ضروریاتِ بنی نوع انسان کے عین مطابق ہیں اور ان سے خاوند بیوی کے تعلق کو ایک بہترین بنیاد پر قائم کر دیا گیا ہے اور اس تعلق سے بہترین ثمرہ پیدا کرنے کی صورت نکالی گئی ہے اور ان اغراض کے مقابلہ میں جس غرض کو قرآن شریف نے نام لے کر ناجائز قرار دیا اور اس سے مسلمانوں کو روکا ہے وہ تعیّش اور شہوت رانی کی غرض ہے۔

اب ہم وہ اغراض بیان کرتے ہیں جو تعدّد ازدواج کی اجازت میں اسلام نے مدّنظر رکھی ہیں۔ سو اسلامی شریعت کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ اغراض دو قسم کی ہیں۔ اوّل وہی عام اغراض جو نکاح میں اسلام کے مدِّنظر ہیں اور جو اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔ دوم وہ خاص اغراض جو مخصوص طور پر تعدّد ازدواج کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مقدم الذکر اغراض کو تعدّد ازدواج کے معاملہ میں اس لیے بحال رکھا گیا ہے کہ بعض اوقات ایک بیوی سے نکاح کی غرض پورے طور پر حاصل نہیں ہوتی اور اس لیے اسی غرض کے ماتحت دوسری بیوی کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً نکاح کی ایک غرض احصان ہے یعنی یہ کہ اس ذریعہ سے انسان بعض بیماریوں اور بدیوں اور بدکاریوں سے بچ جاوے لیکن ہوسکتا ہے کہ انسان کے حالات ایسے ہوں کہ وہ ایک ہی عورت کے تعلق سے جس پر حیض اور حمل اور وضع حمل اور رضاعت اور پھر مختلف قسم کی بیماریوں وغیرہ کی حالتیں آتی رہتی ہیں اپنے تقویٰ اور طہارت کو قائم نہ رکھ سکتا ہو۔ اور اگر وہ غیر معمولی کوشش کے ساتھ اپنے آپ کو عملی بدی سے بچائے بھی رکھے تو کم از کم اس کے خیالات میں ناپاکی کا عنصر غالب رہتا ہو اور یا اس طرح رکے رہنے سے اسے کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کا صحیح علاج سوائے تعدّد ازدواج کے اور کوئی نہیں۔ یعنی وہی غرض جو ایک نکاح کی محرّک تھی اس صورت میں اس کیلئے دوسرے نکاح کی محرک ہو جائے گی۔ اسی طرح نکاح کی ایک غرض بقائے نسل ہے، لیکن اگر کسی شخص کے ہاں ایک بیوی سے کوئی اولاد نہ ہو یا نرینہ اولاد نہ ہو تو یہی غرض دوسرے نکاح کی جائز بنیاد بن جائے گی۔ اسی طرح نکاح کی ایک غرض رفاقتِ حیات اور تسکینِ قلب ہے، لیکن اگر کسی کی بیوی دائم المریض ہو اور اس کا مرض اس حالت کو پہنچا ہوا ہو کہ وہ بالکل صاحبِ فراش رہتی ہو یا وہ مجنون ہو جاوے تو اس صورت میں ایسے شخص کو رفاقتِ حیات اور تسکینِ قلب کی غرض کو پورا کرنے کیلئے دوسری بیوی کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح نکاح کی ایک غرض مختلف خاندانوں کا آپس میں ملنا اور ایک دوسرے کیلئے محبت ورحمت کے موقعے پیدا کرنا ہے، لیکن ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص نے ابتداءً کسی ایسے خاندان میں شادی کی ہو جہاں اس کیلئے اس رشتہ محبت کا قائم ہونا ضروری تھا، مگر اسکے بعد اس کیلئے اس سے بھی زیادہ ضروری اور اہم موقعے پیش آ جائیں جہاں اسکا تعلق قائم ہونا خاندانی یا قومی یا ملکی یا سیاسی یا دینی مصالح کے ماتحت نہایت ضروری اور پسندیدہ ہو تو اس صورت میں اس کیلئے تعدّد ازدواج پر عمل کرنا ضروری ہو جائے گا۔

الغرض وہ ساری اغراض جو اسلام نے نکاح کے متعلق بیان کی ہیں وہی خاص حالات میں تعدّد ازدواج کی بنیاد بھی بن جاتی ہیں اور مندرجہ بالا صورتیں مثال کے طور پر بیان کی گئی ہیں، ورنہ اور بعض صورتیں بھی پیدا ہوسکتی ہیں کہ جب نکاح کی غرض ایک بیوی سے پورے طور پر یا احسن صورت میں حاصل نہیں ہوتی اور دوسری بیوی کی جائز طور پر ضرورت پیش آ جاتی ہے، لیکن ان اغراض کے علاوہ اسلام نے تعدّد ازدواج کی بعض خاص وجوہات بھی بیان کی ہیں وہ تین ہیں۔ اوّل حفاظتِ یتامیٰ، دوم انتظام بیوگان، سوم تکثیرِ نسل۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اور ’’اے مسلمانو! (ان جنگوں میں جو تمہیں درپیش ہیں لازماً یتامیٰ کی کثرت ہو گی اور تمہیں ان یتامیٰ کی حفاظت کیلئے تعدّدِ ازدواج کی ضرورت پیش آئیگی۔ پس) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ (ایک بیوی تک محدود رہتے ہوئے) تم یتامیٰ کی حفاظت اور ان کے حقوق کی خاطر خواہ ادائیگی سے قاصر رہو گے تو پھر اپنی پسند کے مطابق زیادہ عورتوں سے شادیاں کرو۔ دو دو کے ساتھ، تین تین کے ساتھ اور چار چار کے ساتھ (مگر اس سے زیادہ نہیں کیونکہ خدا کی نظر میں یہ حد تمہاری استثنائی ضروریات کیلئے کافی ہے، لیکن اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ اپنی مالی یا جسمانی یا انتظامی کمزوری کی وجہ سے یا طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے) تم ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ شادی کر کے ان کے ساتھ عدل نہیں کرسکو گے تو پھر تمہیں لازماً ایک ہی بیوی سے شادی کرنی چاہئے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں تعدّد ازدواج کے حکم کو یتامیٰ کے ذکر کے ساتھ ملا کر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دراصل یتامیٰ کی کثرت بھی تعدّدِ ازدواج کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ہے اور چونکہ یتامیٰ کی کثرت ایک طرف تو بیوگان کی کثرت کو چاہتی ہے اور دوسری طرف وہ آئندہ کیلئے نسل کی قلّت کا اندیشہ پیدا کرتی ہے اور ویسے بھی یہ تینوں حالتیں جنگ کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اس لیے گویا اس آیت میں ہی خدا تعالیٰ نے نہایت لطیف پیرایہ میں تعدّدِ ازدواج کی ساری زائد اغراض کو جمع کر دیا ہے۔ یعنی حفاظتِ یتامیٰ، انتظامِ بیوگان اور علاجِ قلّتِ نسل اور پھر مزید تشریح وتوضیح کیلئے ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر بھی کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ یعنی ’’اے مسلمانو! (اب جب ہم نے تمہارے لیے تعدّد ازدواج کا استثنائی علاج تجویز کر دیا ہے تو) اب تمہیں ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ حتّی الوسع کوئی غیر شادی شدہ عورت خواہ وہ کنواری ہو یا بیوہ ہو بغیر شادی کے نہ رہے۔‘‘

اس آیت میں غیر شادی شدہ عورتوں خصوصاً بیوگان کی شادی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 432 تا 436، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1137) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ خاکسار نے پٹیالہ میں خواب دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ دن کا وقت ہے۔ حضرت مولوی صاحب والے کمرے سے باہر نکلا ہوں کہ میرے دل میں آیا کہ اب کی دفعہ جو پٹیالہ جاؤں تو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کیلئے ایک چوغہ تیار کروا کر ارسال کروں۔ جب چوک میں پہنچا تو کسی شخص نے کہا کہ حضرت صاحب مسجد اقصیٰ کی چھت پر تشریف فرما ہیں۔ میری خواہش ہوئی کہ حضرت صاحب سے کیوں نہ دریافت کرلیا جائے کہ حضور کیسا چوغہ پسند فرماتے ہیں تاکہ ویسا ہی تیار کروا کر بھیج دیا جائے ۔ یہ بات دریافت کرنے کیلئے خاکسار مسجد کی چھت پر چڑھ گیا۔ دیکھا حضرت صاحب تشریف فرما ہیں اور آپ کے ایک طرف خواجہ کمال الدین صاحب بیٹھے ہیں۔ اور دوسری طرف ایک اور شخص بیٹھا تھا جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ خاکسار سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ ابھی میں کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضور نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اب کی دفعہ جو تم پٹیالہ جاؤ تو ہمارے لئے ایک چوغہ تیار کروا کر ارسال کرنا اور جو چوغہ اس وقت حضور نے پہنا ہوا تھا۔ اس کے گریبان کے نیچے سے دونوں اطراف دونوں ہاتھوں سے پکڑے اور اُن کو ملا کر فرمایا کہ ایسا ہو کہ جو سردی سے محفوظ رکھے۔ خاکسار نے حیرت زدہ ہوکر عرض کی کہ حضور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ نیچے چوک میں مجھ کو یہی خیال آیا تھا کہ اس دفعہ پٹیالہ جانے پر ایک چوغہ حضور کیلئے بنوا کر روانہ کروں اور حضور کے تشریف فرما ہونے کی اطلاع پر اس ارادہ سے حاضر ہوا تھا کہ حضور سے دریافت کروں کہ حضور کیسا چوغہ پسند فرماتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ابھی میں عرض بھی کرنے نہ پایا تھا کہ حضور نے خود ہی فرمادیا۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ یہ درست ہے ۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بعض اوقات اپنے بندوں کی بعض ضروریات دوسرے اشخاص کے قلوب پر القا کرتا ہے ۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں پٹیالہ میں ہی ہوں ۔ چونکہ سرما کا موسم تھا۔ خاکسار نے اسی خیال سے کہ اس خواب کی جو کوئی اور تعبیر خدا کے علم میں ہو وہ ہو لیکن ظاہری الفاظ کے مطابق مجھے ایک چوغہ تیار کروا کر روانہ کرنا چاہئے ۔ چنانچہ ہفتہ عشرہ کے اندر ایک گرم کشمیر کا چوغہ قطع کرا کر اور اس کے ہر چہار طرف اُسی رنگ کی ریشمی ڈوری کا کام نکلوا کر جسم مبارک کا اندازہ درزی کو بتا کر ایک چوغہ تیار کروا کر بذریعہ پارسل ڈاک حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو روانہ کردیا۔ اور خط میں مفصل لکھ دیا کہ ایک خواب کی ظاہری تعبیر پورا کرنے کے خیال سے ایسا کیا گیا ہے ۔ آپ پارسل پہنچنے پر یہ چوغہ میری طرف سے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب مرحوم نے مجھے تحریر فرمایا کہ پارسل پہنچنے پر فوراً حضرت صاحب کی خدمت میں وہ پارسل خود لے جا کر پیش کیا۔ حضور نے فرمایا اسے کھولو۔ جب چوغہ نکالا گیا تو حضور نے فوراً کھڑے ہوکر اپنا پہلا چوغہ اُتار کر اس مرسلہ چوغہ کو زیب تن کیا۔ اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ خدا کی کیا شان ہے کہ اپنے بندوں کی بعض ضروریات دوسرے لوگوں کے قلوب پر القا فرمادیتا ہے ۔ فی الواقعہ ہمارا یہ چوغہ اس قدر میلا ہوگیا تھا کہ جب کپڑے بدلتے تو چوغہ پہننے کو دل نہ چاہتا اور ارادہ کرتے کہ جلد کوئی چوغہ نیا تیار کروائیں گے مگر پھر سلسلہ کی ضروریات اور مصروفیات کی وجہ سے سہو ہوجاتا۔ پھر بٹنوں کو دیکھ کر فرمایا کہ مولوی صاحب اس نے یہ کیسی عقل کی بات کی ہے کہ باوجود چوغہ کی طرح لمبا ہونے کے آگے بٹن لگوا دیئے ہیں تا سردی سے بچاؤ ہو۔ پرانی قسم کے چوغوں میں مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ سب سے اوپر کا کپڑا آگے سے کھلا ہوا ہوتا ہے۔ جس سے سردی سے حفاظت نہیں ہوسکتی۔ پھر فرمایا کہ مولوی صاحب تعجب تو یہ ہے کہ بدن پر ایسا درست آیا ہے کہ جیسے کسی نے ناپ لے کر بنوایا ہو۔ مولوی صاحب نے آخر میں خاکسار کو یہ بھی لکھا کہ آپ کا خواب صحیح اور تعبیر بھی ٹھیک ثابت ہوئی کیونکہ جو الفاظ اس بارہ میں حضور نے فرمائے تھے بالکل وہی الفاظ چوغہ پیش کرنے پر فرمائے ۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی سعی کو مشکور فرمایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ کرم الٰہی صاحب نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ جہاں تک میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا جو فوٹو ولایت روانہ کرنے کیلئے حکیم محمد کاظم فوٹو گرافر انارکلی لاہور کا تیار کردہ ہے جس میں حضور نے بٹن والا چوغہ نما لمبا کوٹ پہنا ہوا ہے وہ وہی ہے۔

(1138) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ رسول بی بی بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوا کہ تمہارا اور تمہارے ساتھی کا کچھ نقصان ہوگا تو حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب سے فرمایا کہ مجھے اس طرح الہام ہوا ہے دعا کرنا۔ چند دن بعد آپ حافظ حامد علی صاحب کو ہمراہ لے کر پیدل ہی گاؤں کے راستہ سے گورداسپور تشریف لے گئے تو راستہ میں کسی بیری کے نیچے سے حافظ صاحب نے کچھ بیر اُٹھا کر کھانے شروع کردیئے۔ تو حضرت جی نے فرمایا کہ یہ کس کی بیری ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ پتہ نہیں۔ جس پر حضرت جی نے فرمایا کہ پھر بغیر اجازت کے کس طرح کھانا شروع کردیا جس پر حافظ صاحب نے وہ سب بیر پھینک دیئے اور آگے چل دیئے ۔ اس سفر میں حضرت صاحب کا روپوں والا رومال اور حافظ صاحب کی چادر گم ہوگئی۔

(1139) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام باہر تشریف لے جارہے تھے ۔ کرنا کھلا ہوا تھا اور بہت مہک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا! کہ دیکھو کرنا اور کہنا اس میں بڑا فرق ہے ۔ حضور نے فرمایا۔ پنجاب میں کہنا مکڑی کو کہتے ہیں (یعنی کرنا خوشبودار چیز ہے اور کہنا ایک مکروہ چیز ہے)

(1140) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ بارش ہوکر تھمی تھی ۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام باہر سیر کو جارہے تھے ۔ میاں چراغ جو اس وقت لڑکا تھا اور بہت شوخ تھا، چلتے چلتے گر پڑا۔ میں نے کہا اچھا ہوا۔ یہ بڑا شریر ہے۔ حضرت صاحب نے چپکے سے فرمایا کہ بڑے بھی گر جاتے ہیں۔ یہ سن کر میرے تو ہوش گم ہوگئے اور بمشکل وہ سیر طے کر کے واپسی پر اُسی وقت اندر گیا جبکہ حضور واپس آکر بیٹھے ہی تھے ۔ میں نے کہا حضور میرا قصور معاف فرمائیں ۔ میرے آنسو جاری تھے ۔ حضور فرمانے لگے کہ آپ کو تو ہم نے نہیں کہا۔ آپ تو ہمارے ساتھ ہیں۔

(1141) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میر عباس علی صاحب لدھیانوی بہت پرانے معتقد تھے ۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اصطلاح صوفیاء میں معنے دریافت کرتے رہتے تھے۔ اور تصوف کے مسائل پوچھتے تھے۔ اس بارہ میں حضرت صاحب نے کئی مبسوط خطوط انہیں لکھے تھے جو ایک کتاب میں انہوں نے نقل کر رکھے تھے۔ اور بہت سی معلومات ان خطوط میں تھی گویا تصوف کا نچوڑ تھا۔ میر عباس علی صاحب کا قول تھا کہ انہوں نے بے وضو کوئی خط نقل نہیں کیا۔ حضرت صاحب نے براہین احمدیہ کے بہت سے نسخے میر صاحب کو بھیجے تھے اور لکھا تھا کہ یہ کوئی خرید وفروخت کا معاملہ نہیں ۔ آپ اپنے دوستوں کو دے سکتے ہیں ۔ چونکہ میرا اُن سے پرانا تعلق تھا۔ میں اُن سے وہ خطوط والی کتاب دیکھنے کو لے آیا۔ ابھی وہ کتاب میرے پاس ہی تھی کہ میر صاحب مرتد ہوگئے۔ اس کے بعد کتاب مذکور کا انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا۔ میں نے نہ بھیجی ۔ پھر انہوں نے حضرت صاحب سے میری شکایت کی کہ کتاب نہیں دیتا۔ حضرت صاحب نے مجھے لکھا کہ آپ ان کی کتاب ان کو واپس کردیں ۔ میں خاموش ہوگیا۔ پھر دوبارہ میر صاحب نے شکایت کی اور مجھے دوبارہ حضور نے لکھا۔ اُن دنوں ان کے ارتداد کی وجہ سے الہام ’’ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ‘‘ پر مخالفین بہت اعتراض کرتے تھے۔ میں قادیان گیا۔ مولوی عبداللہ سنوری صاحب کی موجودگی میں حضور نے مجھے فرمایا کہ آپ اُن کی کتاب کیوں نہیں دیتے۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے عرض کی کہ حضور کی ضمانت پر تو اُس نے کتاب نہیں دی تھی (بعض دفعہ عبد اللہ سنوری صاحب اور میں حضرت صاحب سے اس طرح بے تکلف باتیں کرلیا کرتے تھے جس طرح دوست دوست سے کرلیتا ہے اور حضور ہنستے رہتے) اور میں نے عرض کی کہ اتنا ذخیرہ عرفان ومعرفت کا اس کتاب کے اندر ہے، میں کس طرح اسے واپس کردوں ۔ حضور نے فرمایا واپس کرنی چاہئے ۔ آپ جانیں وہ جانیں۔ اس کے بعد میں کپورتھلہ آیا۔ ایک دن وہ کتاب میں دیکھ رہا تھا تو اس میں ایک خط عباس علی کے نام حضرت صاحب کا، عباس علی کے قلم سے نقل کردہ موجود تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کسی وقت مرتد ہوجائیں گے ۔ آپ کثرت سے توبہ واستغفار کریں اور مجھ سے ملاقات کریں۔ جب یہ خط میں نے پڑھا تو میں فوراً قادیان چلا گیا۔ اور حضور کے سامنے وہ عبارت نقل کردہ عباس علی پیش کی۔ فرمایا! یہی سرّ تھا جو آپ کتاب واپس نہیں کرتے تھے۔ پھر وہ کتاب شیخ یعقوب علی صاحب نے مجھ سے لے لی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

وقت پڑنے پر دوسرے کے کام آکر اُسکی خدمت میں اس حد تک بڑھ جائیں کہ
جس حد تک آسانیاں پیدا کرسکتے ہیں دوسرے کیلئے کی جائیں
پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبے کے تحت اُسے انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 2012ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

محسن وہ نہیں جو احسان کرکے احسان جتائے
کیونکہ اگر احسان جتادیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہوگا
تقویٰ تبھی ہے جب احسان کرکے پھر احسان جتایا نہ جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 فروری 2012ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی (اگست، ستمبر 2023ء)

یہ مسجد علاقہ میں امن اور پیار اور محبت اور بھائی چارہ کے symbol کے طور پر بنی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم بندوں کا حق ادا نہیں کرتے تو تمہاری عبادتیں بھی تمہارے منہ پر ماری جائیں گی، لوٹا دی جائیں گی

اسلام کی یہ بنیادی تعلیم ہے، کہ مذہب کی حفاظت کرنی ہے اور ہر دوسرے مذہب کی عزت کرنی ہے

اس لیے ہم موسیٰ علیہ السلام کی بھی عزت کرتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی بھی عزت کرتے ہیں، ہندوؤں کے انبیاء کی بھی عزت کرتے ہیں، بدھا کی عزت کرتے ہیں

اسلام کی تعلیم بڑی امن کی تعلیم ہے، پیار کی تعلیم ہے، قرآن کریم نے تو کہا ہے کہ پڑوسیوں کا حق ادا کرو

اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کبھی احمدی مسلمان سے جو حقیقی اور سچا مسلمان ہے کسی ہمسائے کو کبھی کسی قسم کی تکلیف پہنچے

دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے اس لئے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے ہیں

مادیت میں ہم زیادہ ڈوب گئے ہیں، اپنے نفس کے حق کو زیادہ سمجھنے لگ گئے ہیں، دوسروں کے حق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ نہیں

مسجد مبارک (فلورسٹڈ) کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

حضور انور نہایت متاثر کن، بہت ہی پیاری شخصیت ہیں، بہت اعلیٰ وقار کے حامل، زندہ دل اور مذہبی راہنما ہونے کے باوجود دنیاوی معلومات بھی رکھتے ہیں

(جناب Herbert Unger میئر Florstadt)

خلیفہ وقت کا وجود مجھے بہت متاثر کرنے والا تھا، آپ کی باتیں دل پر اُترتی ہیں اور عین فطرت کے مطابق ہیں اور فوراً سمجھ آجاتی ہیں

(جناب Michael Hahn میئر Niddatal)

مَیں یہ جان کے حیران ہوں کہ قرآن کی تعلیم صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ قرآن کریم تو

تمام مذاہب اور انسانوں کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے، مجھے خاص طور پر وہ بات بہت پسند آئی جو خلیفہ وقت نے مسجد کے بارہ میں فرمائی کہ

یہ مارکیٹس کے پاس ہے تو اب دنیاوی چیزوں کے ساتھ ساتھ روحانی مائدہ بھی لوگ اس علاقہ سے حاصل کر سکیں گے (ایک مہمان Kristen Mayfield)

آپ کے خطاب میں سے سب سے اہم چیز جو میں نے سیکھی وہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا

جب تک دوسروں کے حقوق نہ پورے کریں، مجھے خلیفہ وقت کا وجود ایک بہت مضبوط وجود اور روشن خیال وجود محسوس ہوا ہے (ایک مہمان میکسی میلیان پارزن صاحب)

آپ کے اندر ایک سکون اور امن بھی محسوس ہوتا ہے، آپ کا وجود ایک نہایت ہی خوبصورت وجود ہے جس کا اثر خود بخود دوسروں کے دلوں پر ہوتا ہے

(ایک مہمان Sven Muller Winter)

حضور نے قرآن کریم کی جو خوبصورت تعلیم پیش کی ہے اس سے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام غلط تعلیم نہیں پیش کرتا بلکہ مسلمانوں کا عمل غلط ہے (ایک مہمان Mr. Messow)

حضور انور کا خطاب سننے کے بعد معزز مہمانان کرام کے ایمان افروز تاثرات

رپورٹ : مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، یو.کے

(28/اگست 2023 بروز سوموار)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 5 بجکر 40 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف دفتری امور کی ادائیگی میں مصروفیت رہی۔

افتتاح مسجد مبارک (فلورسٹڈ)

آج پروگرام کے مطابق Florstadt شہر میں ''مسجد مبارک'' کے افتتاح کیلئے روانگی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شام 4 بجکر 50 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور یہاں سے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح سے Florstadt شہر کا فاصلہ 30 کلومیٹر ہے۔ جونہی قافلہ کی گاڑیاں شہر کے اندر داخل ہوئیں تو پولیس کی گاڑی نے قافلہ کو Escort کیا۔

5 بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد مبارک تشریف آوری ہوئی۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ آج ان کیلئے بے انتہا خوشیوں اور مسرتوں کا دن تھا۔ ان کی سرزمین پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم دوسری مرتبہ پڑ رہے تھے۔ قبل ازیں حضور انور 18/اکتوبر 2015ء کو اس مسجد کے سنگ بنیاد کیلئے یہاں تشریف لائے تھے۔

آج ہر کوئی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ ہر ایک کا دل اپنی خوش نصیبی پر جذبات تشکّر سے بھرا ہوا تھا۔ مرد احباب نعرے بلند کر رہے تھے، خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں اور بچیاں خیر مقدمی گیت پیش کر رہی تھیں۔

لوکل صدر جماعت انس احمد خان صاحب، ریجنل امیر مظفر احمد بھٹی صاحب اور مربی سلسلہ Florstadt تحسین رشید صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر Florstadt شہر کے میئر Mr. Herbert Unger بھی حضور انور کو خوش آمدید کہنے کیلئے موجود تھے۔ ایک طفل عزیزم رضوان احمد نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کیے۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے بالائی ہال میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی جس کے ساتھ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کچھ دیر کیلئے احباب میں رونق افروز رہے۔

حضور انور نے مسجد کے حوالہ سے صدر صاحب جماعت سے دریافت فرمایا کہ مسجد کا گنبد بنانے کی اجازت نہیں ملی اور مینار بھی زیادہ اونچا نہیں بنایا گیا۔ اس پر صدر صاحب نے بتایا کہ یہاں اس علاقہ کے قانون کے مطابق گنبد بنانے کی اجازت انتظامیہ کی طرف سے نہیں ملی اور مینار کی اونچائی بھی چھت کی اونچائی کے برابر رکھی گئی ہے۔

حضور انور نے چرچز (Churches) کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کیا یہاں چرچ ہیں ان کا مینار تو کافی اونچا ہوتا ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مسجد کے ارد گرد کے علاقہ میں کتنے احباب، فیملیز رہتی ہیں۔ دس منٹ کی walk پر کتنی فیملیز رہتی ہیں۔ پھر حضور انور نے دریافت فرمایا یہ چھوٹا شہر ہے یہاں کے لوگ کام کرنے کیلئے کہاں جاتے ہیں جس پر صدر جماعت نے عرض کی کہ زیادہ تعداد فرنکفرٹ جاتی ہے۔

حضور انور نے ازراہ شفقت اسائیلم سیکرز کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ گذشتہ سالوں میں یہاں نئے لوگ کتنے آئے ہیں۔ کتنی نئی فیملیز آئی ہیں۔ اس پر ایک دوست زاہد رشید صاحب نے عرض کیا وہ 2016ء میں ننکانہ سے آئے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ آپ کی ملاقات تو ہوگئی تھی۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ میری فیملی ابھی بعد میں آئی ہے ان کی ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔

ایک دوسرے دوست منیر احمد صاحب نے عرض کیا کہ انکا تعلق احمد نگر سے ہے وہ بھی چند سال پہلے آئے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے مسجد کی بالائی منزل کے ٹیرس (Terrace) پر تشریف لے گئے۔ اس دوران امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ جرمنی میں تعمیر ہونے والی مساجد میں سے یہ واحد ایسی مسجد ہے جہاں بجلی کا انتظام سولر سسٹم کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ قریباً 90 فیصد بجلی سولر سسٹم کے ذریعہ مہیا ہوگی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کی نچلی منزل پر تشریف لے آئے جہاں خواتین حضور انور کی آمد کی منتظر تھیں۔ اس موقع پر بچیوں کے گروپ نے ترانے اور دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

جب حضور انور ہال سے باہر تشریف لائے تو Florstadt شہر کے میئر Mr. Herbert Unger نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت موصوف سے گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں جو پہلے ہی ایک جگہ قطار میں کھڑے تھے۔

بعد ازاں حضور انور نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں بادام کا پودا لگایا۔ جب کہ اس شہر کے میئر صاحب نے خوبانی کا پودا لگایا۔

اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت مربی سلسلہ تحسین رشید صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ موصوف کی رہائش مسجد سے ملحقہ مشن ہاؤس میں ہے۔

بعد ازاں ممبران مجلس عاملہ جماعت Florstadt اور مسجد کی تعمیر کے دوران وقار عمل کرنے والے احباب نے گروپ کی صورت میں حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مسجد مبارک کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا اہتمام مسجد سے چند کلومیٹر پر واقع ایک ہال ''Aralia Ballsaal'' میں کیا گیا تھا۔ یہ ہال مختلف فنکشنز، نمائش اور تقریبات کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے 6 بجکر 5 منٹ پر روانہ ہو کر 6 بجکر 18 منٹ پر اس ہال میں تشریف لے آئے۔

حضور انور کی آمد سے قبل اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ آج کی اس تقریب میں 114 مہمان شامل تھے جن میں ممبر صوبائی پارلیمنٹ، دو شہروں کے میئرز، مقامی اور صوبائی سیاستدان، پولیس کے افراد، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

چھ بجکر بائیس منٹ پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ طاہر احمد صاحب نے کی اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ فرید سمیع صاحب نے پیش کیا۔

اسکے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔ امیر صاحب نے اس شہر کے تعارف میں بتایا کہ Wetterau کے وسط میں Florstadt شکا خوبصورت شہر واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اس شہر کی تاریخ دو ہزار سال سے زیادہ پرانی ہے۔ اس شہر میں جماعت کی تعداد 160 نفوس پر مشتمل ہے۔ اس مسجد کی تعمیر سے قبل ہمسایہ جماعتوں میں یہاں کے احباب اپنے پروگراموں کیلئے اکٹھے ہوتے تھے۔

مسجد کا موجودہ پلاٹ جس کا رقبہ 811 مربع میٹر ہے جنوری 2015ء میں خریدا گیا۔ اس بلڈنگ کا تعمیراتی رقبہ 506 مربع میٹر ہے۔ نماز کیلئے نچلی اور بالائی منزل پر دو ہال بنائے گئے ہیں۔ ایک خواتین کیلئے دوسرا مرد احباب کیلئے، ہر ایک کا رقبہ 65 سے 70 مربع میٹر کے درمیان ہے۔ اسکے علاوہ روزمرّہ کی ضروریات کیلئے ایک ملٹی فنکشن روم ہے۔ ایک لائبریری ہے اور دفاتر ہیں، ایک کچن بھی بنایا گیا ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک مربی ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔

آخر پر امیر صاحب نے اس شہر کی حکومتی انتظامیہ کے ان تمام افراد کا شکریہ ادا کیا جن کا تعاون مسجد کی تعمیر کے دوران جماعت کو حاصل رہا۔

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد Florstadt شہر کے میئر Mr. Herbert Unger نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا میں سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں، اس کے بعد تمام حاضرین کو اور جماعت کے ممبران کو سلام عرض کرتا ہوں۔

اسکے بعد موصوف نے کہا کہ بے شک مسجد کو بنانے میں بہت زیادہ وقت لگا ہے لیکن اب وہ بہت اعلیٰ طور پر مکمل ہوگئی ہے۔ جس شخص نے میری طرح مسجد کے قیام کے سارے مراحل ساتھ گزارے ہیں یعنی مسجد کا منصوبہ، اسکے اخراجات، شہر کی انتظامیہ سے عمارت بنانے کی منظوری لینا اور تعمیراتی کام سے لے کر آج کے دن کے افتتاح تک تو وہ یقیناً جان سکتا ہے کہ اس لمبے سفر میں احمدیہ جماعت کے ممبران کو کتنی مشکلات کا سامنا تھا اور یہاں کی جماعت کے ممبران کو کتنے فاصلے طے کرنے پڑے۔ یہ تمام مشکلات کا سامنا مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد بھی کرنا پڑا، جو احمدیہ مسلم جماعت کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود تشریف لا کر اکتوبر 2015ء میں رکھا تھا۔

اسکے بعد میئر صاحب نے کہا کہ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہم شہر کی انتظامیہ کی طرف سے اس بارہ میں بالکل بھی رضامند نہیں تھے کہ پلاٹ کے مالک نے یہ جگہ جماعت کو مسجد کے قیام کیلئے فروخت کر دی۔

پلاٹ کے مالک نے نہ تو شہر کو یہ پلاٹ بیچا اور نہ ہی کسی اور تجارتی investor کو جنہیں اس پلاٹ میں دلچسپی تھی، بلکہ جماعت احمدیہ کو مسجد کیلئے یہ پلاٹ فروخت کر دیا باوجود اس کے کہ یہ ایک تجارتی علاقہ ہے۔ ہمارے نزدیک تو مسجد کی عمارت council-hall کے قریب ہونی چاہئے تھی۔ جب ہمیں اس پلاٹ کے بک جانے کا علم ہوا تو وقت نہیں رہا تھا کہ ہم اسے قانونی طور پر بھی روک سکیں، لیکن آج ہم اس بارہ میں بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ ایک لمبے اور محنت طلب عرصہ کے بعد یہ مسجد اس جگہ بن گئی ہے۔

جماعت کی انتظامیہ نے ہمارے شہر کی انتظامیہ سے نہایت ہی اعلیٰ تعاون کا مظاہرہ کیا اور اس طرح سے ایک بہت ہی خوبصورت مسجد بنی جو ہماری سوسائٹی کے عین وسط میں موجود ہے اور اِس طرح سے مذاہب کو سوسائٹی میں جگہ دینی چاہئے۔

اسکے بعد میئر نے کہا کہ میری خواہش اور تمنا ہے کہ یہ مسجد مبارک نہ صرف احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران کیلئے برکت کا باعث ہو بلکہ Florstadt کے تمام شہریوں، ہمسایوں اور مہمانوں کیلئے بھی یہ مسجد برکت کا باعث ہو اور یہ مسجد سب کیلئے ہم آہنگی پیدا کرنے والی اور ہر ایک کو اکٹھا کرنے والی ہو۔

آخر پر میئر صاحب نے His Holiness کیلئے اور اسی طرح تمام جماعت کے ممبران اور ہر اس فرد کیلئے جو اس مسجد میں داخل ہو اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم سب کا جو ایک ہی خدا ہے وہ اس مسجد کو مبارک کرے۔

بعد ازاں Niddatal شہر کے میئر Michael Hahn صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد تمام حاضرین کو اور جماعت کے ممبران کو سلام عرض کرتا ہوں۔

اسکے بعد موصوف نے کہا کہ Niddatal میں بھی احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران مقیم ہیں اور یہ اس Florstadt جماعت کا حصہ ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ میں آپ کو آج میونسپل اداروں کی طرف سے بھی مبارک باد پیش کر سکتا ہوں۔ موصوف نے کہا کے ''مسجد مبارک'' جو کہ مسجد کا نام ہے اس کے معنی برکت والے ہوتے ہیں اور ایسے گھر کیلئے یہی خواہش ہوتی ہے کہ یہ برکت والا ہو۔ جس بات کی مجھے نہایت خوشی ہے وہ ایک نیشنل امیر صاحب کے بیان کی ہے جو انہوں نے ایک معلوماتی نشست میں دیا تھا کہ آپ لوگ ہر ایک کو اس مسجد میں داخل ہونے دیتے ہیں سوائے شیطان کے۔ یہ ایک مذہبی جماعت ہونے کے باعث ایک بہت خوبصورت نظریہ ہے کہ ہر ایک سے آپ لوگ رابطہ میں رہنا چاہتے ہیں خواہ ان کا دوسرے مذاہب سے تعلق ہو۔ آخر پر میئر صاحب نے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا اور مبارک باد پیش کی۔

اسکے بعد صوبائی ممبر پارلیمنٹ Tobia Utter نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سلام پیش کیا اور خوش آمدید کہا۔ اسکے ساتھ ہی تمام حاضرین کو اور جماعت کے ممبران کو بھی خوش آمدید کہا۔

اسکے بعد انہوں نے کہا کہ آج کل جب کہ دنیا کے نہایت ہی خوفناک حالات ہیں اس اندھیرے کے زمانہ میں ہمیں ایک خوشی کا دن میسر ہوا کیونکہ آج جماعت احمدیہ Florstadt اپنی مسجد مبارک کا افتتاح کر رہی ہے۔ یہ مسجد کا افتتاح اس بات کا ثبوت ہے کہ جرمنی میں حقیقت میں مذہبی آزادی میسر ہوتی ہے۔ مسجد ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں عبادت کی جا سکے لیکن ساتھ ہی اس جگہ پر لوگ آپس میں ملتے بھی ہیں اور یہ ایک امن کی جگہ بھی ہوتی ہے۔ مجھے ہر بار خوشی ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کو صرف اپنے جماعت کے ممبران کی فکر نہیں ہوتی بلکہ احمدی مسلمانوں کو اپنے دین میں اس بات کی بھی توجہ ہے کہ انسانیت کی مجموعی طور پر خدمت کی جائے۔

اسکے بعد انہوں نے کہا کہ میں صوبہ Hesse میں مختلف طور پر احمدیہ مسلم جماعت سے رابطہ میں رہتا ہوں اور دیکھنے کو ملتا ہے کہ جماعت ہماری سوسائٹی کا فعال حصہ ہے۔ گورنمنٹ اس بات کی پابند ہے کہ مذہب کے بارہ میں غیر جانبدار نظریہ رکھے۔ لیکن Hesse کی صوبائی حکومت اپنے آپ کو ایسے مذہبی لوگوں کا ساتھی سمجھتی ہے جو اپنے دین کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت میں حصہ ڈالیں۔ کئی سالوں سے جماعت احمدیہ جرمنی hesse کے صوبہ میں سکولوں میں Religious Teaching کی ذمہ دار ہے اور اس میں بہت کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

بعد ازاں موصوف نے کہا کہ آج اس خوشی کے دن ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم دنیا کی خوفناک خبروں کو نظر انداز کریں۔ پاکستان میں احمدیہ جماعت کو بہت تکالیف سہنی پڑی ہیں۔ اس سال میں تو ظلم اور تشدد بہت بڑھ گیا ہے۔ اگر سچ کہا جائے تو پاکستان کے حالات آج کل اچھے نہیں۔ نہ ہی احمدیوں کیلئے اور نہ ہی عیسائیوں کیلئے۔ کچھ دن قبل ہی افواہوں کی وجہ سے تشدد پسند لوگوں نے عیسائیوں اور ان کے عبادت خانوں پر حملہ کیا اور چرچ کو جلا دیا گیا۔ مذہبی جذبات کو غلط طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

موصوف نے کہا کیونکہ ایسے ظالم لوگ ناجائز طور پر مذہب کا استعمال کرتے ہیں تا کہ اپنے غلط کام کر سکیں اس لیے بہت سے لوگوں کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ لیکن خاص طور پر ایسے اندھیرے وقت میں خدا کے نور کی ضرورت بڑھ جاتی ہے اور پیار اور امن کی ضروریات بڑھ جاتی ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت میں خاص طور پر یہ values پائی جاتی ہیں۔ ہمیں مل کر مشکل حالات کا سامنا کرنا ہوگا اور اپنی جمہوریت کا دفاع کرنا ہوگا۔ آئندہ بھی ہم لوگوں کو جرمنی کے آئین کے مطابق امن اور رواداری میں مل کر رہنا ہوگا۔ ہماری جمہوریت اور ہمارا آئین ہر ایک فرد کو بہت سی آزادیاں دیتا ہے لیکن ساتھ یہ ذمہ داری بھی سپرد کرتا ہے کہ اس آزادی کو صحیح طرح استعمال کیا جائے۔ ہر ایک کتاب کے بارہ میں بے شک بحث کریں، اس کے بارہ میں بات کریں، لیکن انہیں جلانا اور دوسروں کے جذبات کو مجروح کرنا یہ مناسب نہیں۔

آخر پر موصوف نے کہا کہ یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ His Holiness ایک بار پھر ہمارے پاس تشریف لائے ہیں اور اپنی آمد سے مسجد کے افتتاح کو خاص کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہمیشہ ایک رواداری والا گھر رہے، جہاں لوگوں کی مدد کی جائے اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ترغیب دلائی جائے اور خدا تعالیٰ کا پیار ہم میں ظاہر ہو۔ شکریہ۔

اسکے بعد 6 بجکر 52 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
برموقع افتتاحی تقریب مسجد مبارک Florstadt جرمنی

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمام معزز مہمانان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اس علاقہ میں ایک مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مسجد ہمارے دین کے مطابق خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ مسجد وہ جگہ ہے جہاں لوگ جمع ہو کر ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق ایک دوسرے سے محبت پیار اور حسن سلوک کی تعلیم دیتے ہیں۔

مساجد کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کا حق ادا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، جو حقیقی مسلمان ہے۔ اور یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ مسجد کا حق ادا کرنے والا کبھی کوئی

ایسی حرکت کرے جس سے خدا تعالیٰ کی عبادت کا بھی حق ادا نہ ہو رہا ہو اور لوگوں کے حق بھی ادا نہ ہو رہے ہوں۔ قرآن کریم نے جہاں مسلمانوں کو کافروں پر سختی کرنے کی تعلیم دی ہے کہ انہیں اب سخت طریقہ سے جواب دو، وہاں یہ نہیں کہا، مسلمان اپنے دین کی حفاظت کریں، بلکہ کہا یہ لوگ جو مذہب کے خلاف ہیں، جو فتنہ و فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں، جو خدا کے مختلف انبیاء کی تعلیم کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ان کے خلاف مسلمانوں کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ اگر ان کافروں کو سختی سے جواب نہ دیا جو مسلمانوں کو ختم کر رہے ہیں، تو پھر یہ نہیں کہ صرف مسلمان ختم ہوں گے، بلکہ نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی Synagogue باقی رہے گا اور نہ کوئی ٹمپل باقی رہے گا، گویا کہ یہ لوگ مذہب کے خلاف ہیں۔ ان تمام مذاہب کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف انبیاء لے کر آئے۔

پس اسلام کی تو یہ بنیادی تعلیم ہے، کہ مذہب کی حفاظت کرنی ہے اور ہر دوسرے مذہب کی عزت کرنی ہے۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں، ہم موسیٰ علیہ السلام کی بھی عزت کرتے ہیں، عیسیٰؑ کی بھی عزت کرتے ہیں، ہندوؤں کے انبیاء کی بھی عزت کرتے ہیں، بدھا کی عزت کرتے ہیں اور ہر مذہب جو دنیا میں آیا اس کی عزت کرتے ہیں، بلکہ ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ تم انسانوں کی بھی عزت کرو اور ان کا احترام کرو بلکہ یہاں تک قرآن کریم میں ہے کہ جو لوگ بتوں کو پوجنے والے ہیں، جو شرک کرتے ہیں، ان کے بتوں کو بھی تم برا نہ کہو، کیونکہ وہ پھر اس کے جواب میں خدا کو بُرا کہیں گے۔ اور پھر جب وہ خدا کو بُرا کہیں گے تو اس سے پھر دنیا میں بدامنی پیدا ہوگی اور لڑائی جھگڑے کی فضا پیدا ہوگی۔ پس یہ اسلام کی تعلیم ہے جس کی بنا پر ہماری مسجدیں بنائی جاتی ہیں یہ اُس خدا کی تعلیم ہے جس کی عبادت کرنے کیلئے مسجدیں بنائی جاتی ہیں اور جس کیلئے ہم ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ پس یہ ہر ایک کے بارہ میں ہماری بنیادی تعلیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
باقی رہی یہ بات کہ اس مسجد کی تعمیر کی وجہ سے بعض پڑوسیوں کو تحفظات تھے۔ یہ اس لیے تھا کہ انہوں نے ایسے مسلمانوں کو دیکھا تھا جو اسلام کے نام پر غلط عمل کر رہے تھے۔ غلط تعلیم دے رہے تھے۔ اسلام کی تعلیم، جو قرآن کریم کی تعلیم ہے یا جس کا اظہار ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا، وہ تعلیم تو بڑی امن کی تعلیم ہے، پیار کی تعلیم ہے اور محبت کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے تو کہا ہے کہ پڑوسیوں کا حق ادا کرو۔ اور اس حد تک حق ادا کرو، کہ صرف یہ نہیں کہ جو تمہارا next door ہمسایہ ہے، وہی تمہارا ہمسایہ ہے، بلکہ چالیس گھروں تک تمہارے ہمسائے ہیں۔ اور جو تمہارے ساتھ سفر کرنے والے ہیں وہ تمہارے ہمسائے ہیں، تمہارے ساتھ دفتروں میں کام کرنے والے، تمہارے ساتھ فیکٹریوں میں کام کرنے والے سب تمہارے ہمسائے ہیں۔ ان کی عزت کرو اور احترام کرو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایوں کے حق کا اس حد تک ذکر کیا کہ صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں خیال ہوا کہ شاید ہماری وراثت میں بھی ہمسایوں کا حصہ بن جائے۔ اس حد تک اسلام ہمسایوں کو حقوق دیتا ہے۔ اس لیے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کبھی احمدی مسلمان سے جو حقیقی اور سچا مسلمان ہے کسی ہمسائے کو کبھی کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔ بس اس لحاظ سے میں دوبارہ اس بات کا اظہار کروں گا، پہلے بھی کئی بار کر چکا ہوں کہ ہمارے ہمسایوں کو اس بارہ میں بے فکر رہنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ لعزیز نے فرمایا: مسجد بنی ہے تو ایک خدا کی عبادت کیلئے بنی ہے۔ مسجد بنی ہے تو علاقہ میں امن اور پیار اور محبت اور بھائی چارہ کے Symbol کے طور پر بنی ہے۔ مسجد بنی ہے تو اس بات کے اظہار کیلئے بنی ہے کہ یہاں سے اب محبت، پیار اور بھائی چارہ کا نعرہ بلند ہوگا اور ہم ہر لحاظ سے اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنے والے اور ان سے تعاون کرنے والے ہونگے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
میئر صاحب کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے بھی دوستی کا حق ادا کیا۔ مسجد میں جہاں میں ابھی افتتاح کرنے گیا تھا، یہ تشریف لائے ہوئے تھے، یہ ملے اور پچھلی دفعہ بھی جب میں آیا تھا تو ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان کو سب باتیں بھی یاد تھیں اور انہوں نے بڑی محبت اور پیار کا اظہار بھی کیا۔ اس لحاظ سے میں ان کا بہت شکر گزار ہوں کہ یہ جماعت احمدیہ کو بہت عزت اور احترام سے دیکھتے ہیں اور ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مسجد گو ایک ایسی جگہ بنی ہے جو ایک ٹاؤن سنٹر ہے، تجارتی جگہیں زیادہ ہیں، بازار ہیں، دنیا کی مادی خرید و فروخت کے سامان یہاں زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن ایسی جگہوں پر مذہب کی بھی نمائندگی ہونی چاہئے تاکہ حقیقی روحانی تعلیم کا بھی دنیا کو پتا لگے۔ اس چیز کا بھی پتا لگے جو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو دے رہا ہے تاکہ بندے جب مادی چیزوں کو دیکھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں تو اپنے پیدا کرنے والے کا بھی شکر گزار بنیں اور اس لحاظ سے اس کو بھی ہمیشہ یاد رکھیں۔ کیونکہ ہمیں اسلام میں یہی تعلیم ہے کہ اگر تم خدا کا شکر ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو مزید تمہارے لیے بڑھائے گا۔ پس اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں مسجدوں کا ان مادی کاروبار کی جگہوں میں بھی ہونا ضروری ہے۔ یا کسی بھی مذہب کی نمائندگی کا اور ان کی عبادت گاہ کا یہاں ہونا ضروری ہے تاکہ وہ صرف دنیا میں نہ ڈوب جائیں، بلکہ خدا کو بھی یاد رکھیں۔ اپنے پیدا کرنے والے کو بھی یاد رکھیں اور اس کی عبادت کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد، احمدی، جن کا اکثر لوگوں نے ذکر کیا کہ بڑے اچھے تعلقات والے ہیں اور بڑے اچھے احمدی ہیں، وہ مزید اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں گے اور یہ مسجد امن، محبت اور پیار کی علامت کے طور پر اس علاقہ میں جانی جائے گی۔

نداٹال (Niddatal) کے میئر صاحب آئے، انکا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے بڑے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ ممبر آف پارلیمنٹ بھی آئے ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے جن جذبات کا اظہار کیا کہ واقعی ہمیں دنیا میں امن اور سلامتی کی ضرورت ہے۔ دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اور اس لیے تباہی کی طرف جا رہی ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کو بھول گئے ہیں۔ مادیت میں ہم زیادہ ڈوب گئے ہیں۔ اپنے نفس کے حق کو زیادہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ دوسروں کے حق ادا کرنے کی طرف ہماری توجہ نہیں اور اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلنا تھا جو نکل رہا ہے کہ پھر ایک دوسرے کے خلاف ظلم ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم بندوں کا حق ادا نہیں کرتے تو تمہاری عبادتیں بھی تمہارے منہ پر ماری جائیں گے، لوٹا دی جائیں گے۔ اگر تم مسکین کا خیال نہیں رکھتے تو تمہاری نماز اور عبادتیں قبول نہیں ہوتیں، اگر تم یتیم کا خیال نہیں رکھتے تو تمہاری نماز اور عبادتیں قبول نہیں ہوتیں، اگر تم ضرورت مند کا خیال نہیں رکھتے، غریب کا خیال نہیں رکھتے تو تمہاری عبادتیں اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ مسجد تو ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ اگر ایک خدا کی عبادت کرنے آئے ہو تو پہلے بندوں کے حق بھی ادا کر کے آؤ۔ یتیم کا بھی خیال رکھو، مسکین کا بھی خیال رکھو، ضرورت مند کا بھی خیال رکھو، تب میرے پاس آؤ، میری مسجد میں آؤ، عبادت کرنے آؤ تو پھر میں تمہاری دعائیں بھی قبول کروں گا۔ پس مسجد تو ہمیں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ ممبر آف پارلیمنٹ نے ذکر کیا کہ ظلم ہو رہا ہے دنیا میں اور چرچ بھی گرائے جا رہے ہیں، مسجدوں کو بھی نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ جہاں ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے اختلاف کرتا ہے یا ایک مذہب دوسرے مذہب سے اختلاف کرتا ہے، وہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں اور بدقسمتی سے مسلمان ملکوں میں یہ ظلم زیادہ ہو رہے ہیں۔ یا اب تو یہاں یورپ میں بھی نظر آ رہے ہیں، جیسا کہ انہوں نے جنگ کی مثال بھی دی۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ ان ظلموں کے خلاف آواز اٹھاؤ اور مظلوم کی بھی مدد کرو اور ظالم کی بھی مدد کرو۔ تو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مظلوم کی مدد تو ہم کر سکتے ہیں کہ اسے ظالم کے ہاتھ سے بچائیں۔ لیکن ظالم کی مدد ہم کس طرح کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کے ظلم کے ہاتھ کو روکو کیونکہ اگر وہ ظلم میں بڑھتا چلا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے نیچے آئے گا، اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آئے گا اور یوں اپنی دنیا اور عاقبت خراب کرنے والا ہوگا۔ پس جو مذہبی انسان ہے وہ صرف اس دنیا پر نظر نہیں رکھتا بلکہ اگلے جہان پر بھی نظر رکھتا ہے، اس کو صرف اپنی فکر نہیں ہوتی، اسے یہ فکر بھی ہے کہ دوسروں کو اگلے جہان کے عذاب سے بچائے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچائے۔ پس یہ وہ مقصد ہے جس کیلئے ہم عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں گے تو ہمارے اندر بندوں کے حق ادا کرنے کی روح بھی پیدا ہوتی ہے۔ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے کی روح بھی پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اللہ کرے کہ اب اس مسجد کے بننے کے بعد یہاں جماعت احمدیہ کے جو افراد رہتے ہیں، وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے وجود کی پہچان کروانے والے ہوں۔ جو پیار، محبت، امن اور بھائی چارہ کی پہچان ہو۔ اس تعلیم کو فروغ دینے والے ہوں، جو پیار، محبت اور بھائی چارہ کی تعلیم ہو اور یوں ہم دنیا میں امن قائم کرنے والے ہوں، ظلم کا خاتمہ کرنے والے ہوں اور ظلم کے خلاف ہم ہمیشہ آواز اٹھانے والے ہوں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 7 بجکر 7 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

Florstadt شہر کے میئر Mr. Herbert Unger سٹیج پر حضور انور کی بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور انور ازراہ شفقت موصوف سے گفتگو فرماتے رہے۔

کھانے کے بعد میئر صاحب اجازت لے کر رخصت ہوئے تو Niddatal کے میئر Michael Hann حضور انور کی بائیں جانب اور صوبائی ممبر پارلیمنٹ Tobles Utter صاحب حضور انور کے دائیں جانب آ کر بیٹھ گئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان دونوں مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں پروگرام کے اختتام پر 8 بجکر 5 منٹ پر یہاں سے واپس بیت السبوح کیلئے روانگی ہوئی۔ 8 بجکر 35 منٹ پر حضور انور کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور کچھ دیر کیلئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

مہمانان کرام کے تاثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمان اپنے جذبات اور تاثرات کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کیے جاتے ہیں۔

ہربرٹ انگر (Herbert Unger) صاحب جو کہ شہر Florstadt کے میئر ہیں نے کہا کہ مجھے جب 8 سال قبل سنگ بنیاد کے موقع پر ملاقات کا موقع ملا تھا تو اس وقت بھی حضور انور نہایت متاثر کن شخصیت معلوم ہوئے تھے۔

میرے نزدیک his holiness ایک بہت ہی پیاری شخصیت ہیں اور آپ کے ساتھ بہت پیارے انداز میں گفتگو کی جا سکتی ہے۔ حضور انور اپنے رتبہ کے مطابق بہت اعلیٰ وقار کے حامل ہیں۔ ایسے رتبہ پر ہونے کے باوجود حضور انور زندہ دل ہیں اور وہ مذہبی راہنما ہونے کے باوجود دنیاوی معلومات بھی رکھتے ہیں

حضور انور نے جو آج اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ اگر مسلمانوں کو یہ حکم نہ ہوتا کہ دین کا دفاع کریں تو آج تک کوئی مذہب بھی باقی نہیں رہنا تھا۔ آپ کی باتوں سے میں تو 100 فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ حضور انور کا یہاں تشریف لانا میرے لیے نہایت قابل فخر تھا۔

میشا ایل ہان صاحب (Michael Hahn) جو ساتھ والے شہر Niddatal کے میئر ہیں کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت سے بہت ہی interesting اور پیاری گفتگو agriculture کے بارہ میں ہوئی اور مجھے حضور سے اس حوالہ سے تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملا۔ خلیفہ وقت نے مجھے بتایا کہ وہ تو زمین کے رقبہ کیلئے acres استعمال کرتے ہیں جبکہ جرمن hectares استعمال کرتے ہیں۔ خلیفہ وقت کو اس بات میں بھی کافی دلچسپی تھی کہ ہم یہاں پر کیا کیا اگاتے ہیں اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں کس قسم کی فصل کاشت کرتا ہوں۔ خلیفہ وقت کا وجود مجھے بہت متاثر کرنے والا تھا اور میرے لیے یہ بہت اعزاز ہے کہ ایسی عظیم ہستی سے مجھے ملنے کا موقع ملا۔ مجھے ان کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ ہمیں آپس کے تعلقات کو بہتر بنانے کیلئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ آپ کی باتیں دل پر اترتی ہیں اور عین فطرت کے مطابق ہیں اور فوراً سمجھ آ جاتی ہیں۔ میرے لیے یہ حیران کن بات تھی کہ اسلامی تعلیم کا دائرہ کتنا وسیع ہے اور مجھے بہت اچھا لگا کہ خلیفہ وقت نے فرمایا کہ ہمیں پہلے دوسروں کے حقوق پورے کرنے چاہئیں اور پھر اپنے حقوق کی طرف خیال کرنا چاہئے۔ مجھے خلیفہ وقت کی مسجد کے مارکیٹس کے پاس ہونے والی بات بہت پسند آئی۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد کو شہر کے وسط میں ہونا چاہئے تھا مگر میں ان سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلیفہ وقت نے جو خیال بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور مسجد کیلئے یہی بہترین جگہ ہے۔ آج سے چھ سو سال قبل ایسا ہی ہوتا تھا کہ جس جگہ پر لوگ اپنے روزمرہ کے کام اور خریداری کرنے جاتے تھے وہاں چرچ بھی ہوتا تھا تاکہ لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں ساتھ ساتھ روحانی امور کو بھی آرام سے سرانجام دے سکیں۔

ٹوبیاس اُٹر (Tobias Utter) صاحب جو کہ

صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں نے کہا کہ مجھے کچھ عرصہ قبل Freidberg کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر خلیفۃ المسیح کا خطاب سننے کا موقع ملا تھا۔لیکن اس بار بہت قریب سے دیکھنے اور بات کرنے کا موقع ملا ہے۔خلیفۃ المسیح بہت خاموش طبع محسوس ہوئے ہیں۔ وہ اپنے الفاظ بہت سوچ سمجھ کر چنتے ہیں اور آپ کا انداز پیار سے بھرا ہوا ہے۔ایک چیز جو مجھے بہت اچھی لگی یہ تھی کہ خلیفہ نے اپنا کوئی ایسا خطاب پیش نہیں کیا جو صرف آپ پڑھ کر سنا دیں بلکہ آپ نے ہر مقرر کے الفاظ کے بارہ میں کچھ بیان فرمایا۔آپ کے الفاظ نہایت پر اثر تھے۔

آپ نے آج کے حالات کے مطابق واضح کر دیا کہ جو خطرناک حالات ہیں ان کیلئے ہمیں ہی کچھ کرنا ہوگا اور سب سے اہم یہ تھا کہ آپ نے یہ بات کہی کہ ایمان لانے والوں کا آج کل نہایت ہی اہم کردار ہے۔جب مجھے خلیفہ سے بات کرنے کا موقع ملا تو آپ نے مجھے یہ بات بھی واضح کر دی کہ آپ ہر جگہ یہ پیغام پہنچاتے ہیں تا کہ امن قائم کیا جائے۔

ایک مہمان کسٹوف ماؤغر (Christoph Maurer) صاحب جو کہ بلڈر ہیں اور انہوں نے اس مسجد کی چھت بنانے کا کام کیا ہے کہنے لگے کہ مجھے خلیفہ وقت کا طرز خطاب بہت پسند آیا کیونکہ آپ کی زبان بہت ہی سادہ اور آسانی سے سمجھ آنے والی تھی۔ میں آپ کی باتوں سے سو فیصد متفق ہوں۔ہمسایوں سے حسن سلوک کی تعلیم عیسائی ہونے کی وجہ سے میرے لیے نئی تو نہیں تھی مگر اب مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلام اور عیسائیت کا خدا ایک ہی ہے۔میرے لیے سب سے اہم بات یہ تھی کہ خلیفہ وقت نے فرمایا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم امن کو قائم کرنے کیلئے مل کر جدوجہد کریں۔

کرسٹوفر شٹارک (Christopher Stark) صاحب مقامی پولیس کے head of department ہیں اور 2011ء میں Nidda میں بھی مسجد کے افتتاح میں شامل تھے۔ کہتے ہیں کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجھے دوبارہ مدعو کیا گیا۔خلیفہ وقت کا خطاب عین وقت کی ضروریات کے مطابق تھا۔ مجھے یہ بات پسند آئی کہ خلیفہ وقت نے اپنے پہلے مقررین کے خطاب کا بھی ذکر فرمایا۔ میں اس خطاب میں سے یہ بات ضرور یاد رکھوں گا کہ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے اور بھائی چارہ کو بڑھاتے چلے جانا چاہیے۔خلیفہ وقت نے جو ذکر فرمایا کہ یہاں مارکیٹس ہیں تو دنیاوی سودے خریدنے کے ساتھ ساتھ اپنی روزمرہ زندگی میں اب روحانی مائدے بھی اس مسجد سے کھائے جا سکیں گے یہ نہایت خوبصورت اور ضروری بات ہے۔

ایک مہمان کرسٹن مَی فیلڈ (Kristen Mayfield) صاحبہ جو کہ ریٹائرڈ banker ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ کا خطاب بہت خوب تھا اور آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا۔ مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ خلیفہ وقت نے صرف اپنی جماعت کو ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ پوری دنیا کیلئے راہنمائی دی۔ میں یہ جان کے حیران ہوں کہ قرآن کی تعلیم صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ قرآن کریم تو تمام مذاہب اور انسانوں کی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے اور مجھے یہ بات بھی پسند آئی کہ خلیفہ وقت نے فرمایا کہ ہمیں آپس میں امن قائم کرنے کیلئے محنت سے جو جہد کرنی چاہیے۔ مجھے خاص طور پر وہ بات بہت پسند آئی جو خلیفہ وقت نے مسجد کے بارہ میں فرمائی کہ یہ مارکیٹس کے پاس ہے تو اب دنیاوی چیزوں کے ساتھ ساتھ روحانی مائدہ بھی لوگ اس علاقہ سے حاصل کرسکیں گے۔ میرا ذہن اس طرف بالکل بھی نہیں گیا مگر یہ بات بہت ہی زبردست ہے کیونکہ ہم واقعتاً زندگی کی رفتار میں اتنا مصروف ہو چکے ہیں کہ زندگی کے اہم امور کی طرف توجہ نہیں رہتی اور اب ہم مسجد میں آ کے ان ضروری امور کی طرف اپنی توجہ کو دوبارہ سے قائم کرسکیں گے۔

ایک خاتون مارینا آلٹ (Marina Alt) صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے آج پہلی مرتبہ حضور انور کی مجلس میں شرکت کی۔ کہتی ہیں کہ میرے لیے یہ سب ایک نیا تجربہ تھا اور ایسا تجربہ مجھے پہلے کبھی نہیں ہوا مگر بہت ہی اچھا اور خوبصورت تجربہ تھا۔خلیفہ وقت کا طرز خطاب مجھے بہت پسند آیا اور مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ خلیفہ وقت نے دنیا کی حقیقی حالت کا صاف اور اصلی نقشہ کھینچا اور ساتھ ہی امن کی طرف کوشش کرنے کی شدید ضرورت کو واضح فرمایا۔ میں بہت حیران ہوں کہ جماعت تمام خدمات اور مساجد کی تعمیر صرف اپنے چندوں سے کر پاتی ہے۔خلیفہ وقت کے خطاب میں سے میں یہ پیغام اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں کہ ہم سب کو آپس کے تعلقات کو بہتر کرنے میں بہت محنت کرنی ہوگی تا کہ امن قائم ہو سکے۔خلیفہ وقت کے وجود سے بہت عاجزی اور ہمدردی محسوس ہوتی ہے۔

ویولا رابین (Viola Rabien) صاحبہ مقامی کونسل میں کام کرتی ہیں اور ان کو پہلی دفعہ حضور انور کو براہ راست دیکھنے کا موقع ملا ہے۔کہتی ہیں کہ میں بہت متاثر ہوئی ہوں کہ اتنا بڑا پروگرام کتنے منظم طریق پر اور پرامن طریقہ سے منعقد کیا گیا ہے اور یہ بات عیاں تھی کہ جماعت نے اس پروگرام کیلئے بہت محنت کی ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خلیفہ وقت کے آنے پر مکمل ہال میں یکدم خاموشی ہوگئی۔ مجھے خلیفہ وقت کے خطاب میں یہ بات بہت اچھی لگی کہ اسلام دوسروں کو بھی کتنے حقوق دیتا ہے اور صرف ساتھ والے مکان میں رہنے والے کو ہی ہمسایہ قرار نہیں دیتا بلکہ بڑے وسیع معنوں میں ہمسایوں کے حقوق اسلام میں بیان ہوئے ہیں اور یہ پیغام مجھے بہت خوبصورت لگا کیونکہ میں شہری انتظامیہ کا حصہ بھی ہوں اس لیے میری بھی خواہش یہی تھی کہ مسجد کو شہر کے وسط میں ہونا چاہیے مگر جو خلیفہ وقت نے بات بیان فرمائی کہ مارکیٹس کے ساتھ ساتھ اب مسجد میں زندگی کی رفتار سے ہٹ کر ٹھہراؤ اور امن کی طرح توجہ کرنے کا موقع مل جائے گا یہ سوچ نئی تھی اور مجھے بہت پسند آئی۔ میں نے خلیفہ وقت کو پہلے بھی دیکھا ہوا تھا تصاویر اور ویڈیو پہ مگر آپ کو اب براہ راست دیکھ کر آپ کی متاثرانہ شخصیت کا مزید اندازہ ہوا ہے۔حالانکہ خلیفہ وقت خاموش طبع معلوم ہوتے ہیں پھر بھی آپ کی شخصیت کا دلوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

ایک مہمان مرکو غوشر (Mirko Roscher) صاحب جو کہ ایک مقامی mechanic ہیں کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کا خطاب میرے لیے بہت وسیع خیالوں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ اس تاریکی کے دور میں ہمیں واقعتاً ایک دوسرے کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ یہ پیغام نہایت ضروری ہے۔آج خلیفہ وقت کا خطاب سن کر مجھے دوبارہ سے احساس ہوا ہے کہ تمام مذاہب ایک ہی خدا کی طرف سے ہیں۔

میکسی میلیان پارزن صاحب جو کہ ایک investment manager ہیں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مجھے خلیفہ وقت کا خطاب بہت اچھا لگا اور مجھے یہ بات بہت پسند آئی کہ خلیفہ وقت نے اپنے زیر مخاطب صرف اپنی جماعت کو نہیں رکھا بلکہ ہر ایک کو مخاطب کیا اور جو آپ نے فرمایا وہ ہر مذہب والے اور ہر مذہب کیلئے برابر اہمیت رکھتا ہے۔ نیز آپ کے الفاظ نہ صرف مومنین کیلئے بلکہ خدا کو نہ ماننے والوں کیلئے بھی دلی سکون دینے والے تھے اور جو بھی آپ نے فرمایا اس میں امن کی کشش ہی محسوس ہو رہی تھی۔ آپ کے خطاب میں سے سب سے اہم چیز جو میں نے سیکھی وہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک دوسروں کے حقوق نہ پورے کریں، مجھے خلیفہ وقت کا وجود ایک بہت مضبوط وجود اور روشن خیال وجود محسوس ہوا ہے۔ یہ میرے لیے بہرحال ایک بہت عزت والی بات تھی کہ خلیفہ وقت کی مجلس میں مجھے بیٹھنے کا موقع ملا۔

ایک مہمان خاتون آنیٹے ویتے کم (Anette Wetekam) صاحبہ اکتوبر میں ہونے والے صوبائی الیکشن میں اپنے علاقہ کی طرف سے امیدوار بھی ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خلیفہ وقت کو پہلی دفعہ آج دیکھا ہے اور ان کا خطاب بہت ہی عمدہ اور دلوں کو چھو جانے والا تھا۔ مجھے یہ بات بہت اچھی لگی کہ خلیفہ وقت نے واضح طور پر بتایا کہ دنیا کے حالات بہت خراب ہیں اور یہ تاریک دور ہے جس میں ہمیں خاص طور پر اس چیز پر توجہ دینی پڑے گی کہ ہم ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور یہ ایسی بات تھی جو میرے دل کو بہت بھا گئی۔ میں نے آج خلیفہ وقت کے خطاب سے سیکھا ہے کہ قرآن تو ایک ایسی کتاب ہے جو دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور دوسروں کی عزت اور حفاظت کی تعلیم دیتا ہے اور صرف مسلمانوں کی حفاظت کیلئے مخصوص نہیں۔خلیفہ وقت کا وجود بہت باکمال وجود ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ آپ کی باتیں یقیناً ہر ایک کے دل کو چھوتی ہیں۔آپ کی مجلس میں شامل ہونا ایک بہت خاص تجربہ تھا اور میں ان لمحات کو کبھی بھولنے والی نہیں۔

سُوِن ملرونٹر (Sven Muller Winter) صاحب جو کہ ایک کمرشل کلرک ہیں اور انہوں نے خلیفہ وقت کو پہلی دفعہ براہ راست دیکھا کہنے لگے کہ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا بڑا اور منظم پروگرام ہونے والا ہے۔ میں پروگرام سے پہلے غلطی سے مسجد کی طرف چلا گیا تھا اور حیران رہ گیا تھا کہ نماز کی ادائیگی کیلئے کتنے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بعض احباب نے باہر بھی نماز ادا کی۔خلیفہ وقت نے اپنے الفاظ کا چناؤ بہت احتیاط اور حکمت سے فرمایا کیونکہ انہوں نے اسلام کی وہ تعلیمات بیان فرمائیں جن کو سب سمجھ سکتے تھے اور ماننے پر مجبور تھے اور جو دوسرے مذاہب کی تعلیم میں بھی ملتی ہیں۔آپ کے خطاب کو سن کر مجھے روحانیت کی مزید سمجھ آئی اور مجھے روحانی امور میں دلچسپی بھی ہے۔ میں نے آج یہ سیکھا ہے کہ جو تین بڑے مذاہب ہیں وہ واقعتاً ایک ہی خدا کی طرف سے ہیں۔خلیفہ وقت بہت خاموش طبع محسوس ہوتے ہیں مگر آپ کے اندر ایک سکون اور امن بھی محسوس ہوتا ہے۔آپ کا وجود ایک نہایت ہی خوبصورت وجود ہے جس کا اثر خود بخود دوسروں کے دلوں پر ہوتا ہے۔

ایک مہمان ٹرپ (Trupp) صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے خلیفہ وقت کی تقریر کو بہت متاثر کن پایا اور وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ حضور جو فرماتے ہیں اس پر عمل بھی فرماتے ہیں۔

ایک مہمان خاتون شاہدہ شیخ (Shahida Sheikh) صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ عالمی امن کو برقرار رکھنے کیلئے سب کچھ کر رہے ہیں اور حقیقی اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔

ایک مہمان خاتون ڈیزائر ورکنر (Desire Wirkner) نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور نے امن کا پیغام پھیلایا ہے۔حضور کے خطاب سے پہلے ان کی اسلام کے متعلق بہت منفی تصویر تھی جو آج مسجد کے افتتاح اور حضور کے خطاب کے ساتھ ہی بدل گئی ہے۔

ایک مہمان زیگلندے اینگلر (Sieglinde Engler) صاحب کہتے ہیں کہ ایک ساتھ اکٹھے ہونے اور بیٹھنے سے تعلق بڑھتا ہے۔ایسے پروگرام اخوت کا باعث بنتے ہیں۔خلیفہ کا پیغام عالمی ہے جو تمام دنیا کیلئے ہے۔

ایک مہمان خاتون روزی صاحبہ کہتی ہیں کہ وہ حضور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئیں جس کو وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتیں۔موصوفہ رات صحیح طرح سے سو نہ سکیں جس کی وجہ وہ بتاتی ہیں کہ میں خلیفہ وقت کو دیکھنے کیلئے بہت بے تاب تھی۔خلیفہ وقت کے آنے سے پہلے بھی موصوفہ بہت نروس تھیں۔

ایک مہمان مسٹر میسّو (Mr. Messow) صاحب کہتے ہیں کہ اس تقریب کے انتظام سے بہت متاثر ہوا۔انہوں نے خلیفہ وقت کو پہلی بار دیکھا اور خلیفہ وقت کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے کہنے لگے کہ حضور نے قرآن کریم کی جو خوبصورت تعلیم پیش کی ہے اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام غلط تعلیم نہیں پیش کرتا بلکہ مسلمانوں کا عمل غلط ہے۔

ایک مہمان ڈیتا غشتا (Dieter Richter) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ وقت کا خطاب ایک ایسا پیغام ہے جو مزید لوگوں تک پہنچنا چاہیے۔تقریب بہت اچھی تھی۔

ایک مہمان رُدی گول (Ruddi Gol) صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ وقت کو پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔خلیفہ وقت کا خطاب موجودہ حالات کیلئے بہترین ہے۔حضور کے خطاب سے معلوم ہوا کہ اسلام میں حقوق العباد اور ہمسایوں کے حقوق ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ موصوف اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ روحانیت کیلئے مسجد بہت ضروری ہے۔

ایک مہمان خاتون ہپّل بیاترکس (Beatrix Happel) صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ کا خطاب ہلا دینے والا تھا۔ایک نمایاں بات دیکھنے کو ملی کہ حضور نے عین موقع پر نوٹس لیے نہ کہ ایک تیار شدہ تقریر پیش کی نیز خطاب میں پچھلے مقررین کے سوالات اور نکات کے جوابات دیے۔خطاب میں بہت سے ایسے گہرے پہلو بیان ہوئے ہیں جن کا حق ہے کہ ہر کوئی ان کو اہمیت دے۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

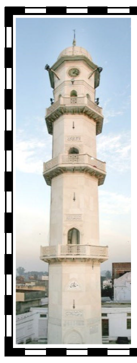
Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل تلنگانہ)

جلسہ کا بنیادی مقصد دین اسلام کی ضروری معلومات حاصل کرنا ہے
اور یہ کہ احباب جماعت اکٹھے ہو کر اجتماعی طور پر روحانی تربیت اور تعلیم حاصل کر سکیں

آپ کو اپنے اندر ایک نیک تبدیلی لانی چاہئے، مستقل مزاجی کے ساتھ پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی روحانی حالت کی مسلسل اصلاح کرتے رہیں

اگر ہم اپنی بیعت میں مخلص ہیں اور ہمارا مقصد دنیا کو بدلنا ہے تو ہمیں روحانی طور پر زندہ ہونا چاہئے اور اپنے اندر نیک خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں

میں آپ کو خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کی اہمیت کا بھی احساس دلانا چاہتا ہوں جو بے شمار نعمتوں کا منبع ہے، خلیفۃ المسیح سے آپ کا گہرا اور ذاتی تعلق ہونا چاہئے اور ہمیشہ وفا کا تعلق رکھنا چاہئے، اس ضمن میں مَیں احمدیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایم ٹی اے کو کثرت سے دیکھنے کی عادت ڈالیں اور اس سے مستفید ہوں

19 ویں جلسہ سالانہ لائبیریا کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

30-01-2023

پیارے احباب جماعت احمدیہ لائبیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ اپنا جلسہ سالانہ مورخہ 10/ 11 اور 12 رفروری 2023ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے اور تمام شاملین جلسہ کو اس خاص اور بابرکت اجتماع میں شمولیت کی وجہ سے بے شمار نعمتیں حاصل ہوں۔

آپ کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جلسہ کا بنیادی مقصد ہمارے دین اسلام اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی تعلیمات کی ضروری معلومات حاصل کرنا ہے اور یہ کہ احباب جماعت اکٹھے ہو کر اجتماعی طور پر روحانی تربیت اور تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس طرح ہم نیک کام کرنے میں ترقی کر سکتے ہیں، اپنی اخلاقی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کیلئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کیلئے بدرگاہ حضرت عزّت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ الۡقَدِیۡر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے‘‘۔ (آسمانی فیصلہ، صفحہ 74)

آپ کو اپنے اندر ایک نیک تبدیلی لانی چاہئے اور نیکی اور تقویٰ میں بڑھنا چاہئے۔ آپ کو صرف اس بات پر ہی خوش نہیں ہونا چاہئے کہ آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کر لیا ہے بلکہ آپ کو اپنی تمام تر قابلیت اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی روحانی حالت کی مسلسل اصلاح کرتے رہیں اور اپنے طرز عمل اور اخلاق کے معیار کو اس درجہ تک بلند کریں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے توقع تھی۔

اگر ہم اپنی اصلاح کے خواہشمند ہیں تو ہمیں اس مقصد کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ہم ہر اچھے اور نیک کام کو اپنانے کی کوشش کریں گے اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو ہر برائی اور گناہ کے کام سے بچانے کی پوری کوشش کریں گے۔ اگر ہم اپنی بیعت میں مخلص ہیں اور ہمارا مقصد دنیا کو بدلنا ہے تو ہمیں روحانی طور پر زندہ ہونا چاہئے اور اپنے اندر نیک خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ اپنی پنجگانہ نمازوں کا خیال رکھیں اور اپنی نماز باقاعدگی سے اور باجماعت ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قریبی اور مخلصانہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دل میں مسلسل ذکر الٰہی کرتے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ وطہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 277 تا 278)

آپ کو اپنی بیعت کی تمام شرائط پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ان شرائط کو آپ کی زندگی میں آپ کی راہنما کے طور پر کام کرنا چاہئے اور اگر آپ اپنے آپ کو ان کے مطابق چلائیں تو آپ دنیا میں ایک حقیقی اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ بیعت کی ہر شرط اپنے اندر حکمت کی ایک نہ ختم ہونے والی ترتیب رکھتی ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کیلئے ان میں سے ہر ایک پر غور وفکر کرتے رہنا چاہئے۔ تب ہی ہم اپنی بیعت کی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کی اہمیت کا بھی احساس دلانا چاہتا ہوں جو بے شمار نعمتوں کا منبع ہے۔ خلیفۃ المسیح سے آپ کا گہرا اور ذاتی تعلق ہونا چاہئے اور ہمیشہ وفا کا تعلق رکھنا چاہئے۔ اس ضمن میں میں احمدیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایم ٹی اے کو کثرت سے دیکھنے کی عادت ڈالیں اور اس سے مستفید ہوں۔ خاص طور پر میرے خطبات اور مختلف مواقع پر دیے گئے خطابات اور دیگر پروگراموں کو لازمی دیکھیں۔

میں آپ کو آپ کی تبلیغی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جو ہر احمدی کا فریضہ ہے۔ آپ کو حکمت کے ساتھ منصوبہ بندی کرتے ہوئے تبلیغ کے پروگرامز کا انعقاد کرنا چاہئے اور لائبیریا کے چاروں اطراف میں اسلام کا پُرامن پیغام پہنچانے کیلئے نئے راستے تلاش کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک مقصد میں ہر کامیابی عطا کرے۔

آخر میں، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو نمایاں کامیابی عطا کرے اور آپ کو اپنے ایمان کو مضبوط اور تازہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی، تقویٰ اور طہارت میں بڑھنے، اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کیلئے اپنی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 6 مئی 2023)

اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام رپورٹس درست طور پر درج ہوں اور پھران پر آپ کا تبصرہ بھی جائے

جملہ رپورٹس صحیح اور حقیقت پر مبنی ہونی چاہئیں اوران میں مبالغہ کا کوئی عنصر نہیں ہونا چاہئے

الوصیت اس قدر پڑھنا چاہئے کہ اس کے حوالے آپ کو زبانی یاد ہوجائیں اور جب لوگ اس طرح سے باشعور ہوجائیں گے تو پھر اس پر عمل بھی کریں گے

پردہ کرنا قرآن کریم کا حکم ہے، مجلس عاملہ کی ممبرات اگر پردہ پوری طرح کرنا شروع کردیں تو عام لجنہ ممبرات بھی شروع کردیں گی

جو معیار کام کا ہونا چاہئے نہیں ہے، معیار آپ کا یہ ہے کہ سو فیصد نتیجہ ہو، جس دن سو فیصد نتیجہ حاصل کرلیں گی اس دن مجھے آپ کہیں کہ ہاں ہمارا کام بڑا اچھا ہوگیا

اپنے بچوں کے ذہن میں ڈالیں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہمیں اپنا اچھا نمونہ دکھانا چاہئے، نمازوں کے وقت میں نماز پڑھنا چاہئے یہ اللہ میاں کا حکم ہے

اگر 12 سے 15 سال تک کی بچیوں کے اندر یہ بات پیدا ہوجائے کہ وہ احمدیہ مسلم جماعت کی روایات کو اپنائیں گی اور حجاب کریں گی
اور اگر وہ احمدیہ مسلم جماعت کو سمجھنا شروع کردیں، اس کی روایات اور عقائد کو اور اس بات کو کہ ہم کیوں احمدی ہیں، مذہب کیا ہے، اسلام اور قرآن ہمیں کیا سکھاتا ہے
اور ہم کس طرح اس پر عمل پیرا ہو رہے ہیں، اگر اس عمر میں یہ ان سب باتوں کو سیکھ لیں اور سمجھ لیں پھر وہ بڑی عمر میں بھی ان باتوں میں ثابت قدم رہیں گی

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ سویڈن کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح وہدایات

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20/نومبر 2021ء کو نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سویڈن سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضور انور اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم MTA سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ ممبرات لجنہ اماء اللہ نے ناصر مسجد Gothenburg سویڈن سے شرکت کی۔ دوران ملاقات حضور انور نے جملہ ممبرات مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سے گفتگو فرمائی اور ان کے شعبہ جات کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی نیز ان کے شعبہ جات کی مساعی بہتر کرنے کے حوالہ سے ہدایات سے نوازا۔

جنرل سیکرٹری سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام رپورٹس درست طور پر درج ہوں اور پھران پر آپ کا تبصرہ بھی جائے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ جملہ رپورٹس صحیح اور حقیقت پر مبنی ہونی چاہئیں اوران میں مبالغہ کا کوئی عنصر نہیں ہونا چاہئے۔

دوران ملاقات حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الوصیت کے پڑھنے پر بھرپور زور دیا اور فرمایا کہ اس کو اس قدر پڑھنا چاہئے کہ اس کے حوالے آپ کو زبانی یاد ہوجائیں اور جب لوگ اس طرح سے باشعور ہوجائیں گے تو پھر اس پر عمل بھی کریں گے۔

اس کتاب الوصیت کے بارے میں حضور انور نے فرمایا کہ الوصیت میں سب کچھ آ گیا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی وجوہات، خلافت کا مقصد اور اس کی ضرورت و اہمیت۔ یہ نیکی اور تقویٰ کے مضمون کا بھی احاطہ کرتی ہے۔

سیکرٹری صاحبہ تربیت سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ آپ کی کتنی لڑکیاں ہیں جو پندرہ سال سے تیس سال تک کی ہیں اور باقاعدہ پردہ کرتی ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور پردے میں کمی کی طرف رجحان ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حالانکہ یہ حکم کوئی میرا یا کسی کا نہیں ہے، پردے کا جو حکم ہے یہ تو قرآن کریم کا حکم ہے جس طرح نماز پڑھنا قرآن کریم کا حکم ہے ایمان بالغیب قرآن کریم کا حکم ہے اور مالی قربانی کرنا قرآن کریم کا حکم ہے پردہ کرنا قرآن کریم کا حکم ہے روزے رکھنا قرآن کریم کا حکم ہے۔ تمام نبیوں پہ ایمان لانا قرآن کریم کا حکم ہے یہ جو واضح حکم ہیں ان کی تو شعبہ تربیت پابندی کروائے۔ آپ کی عاملہ ممبرات اگر پردہ پوری طرح کرنا شروع کردیں تو عام لجنہ ممبرات بھی شروع کردیں گی۔

پھر ایک سوال ہوا کہ وبا کے دنوں میں ہم لوگ آن لائن کلاسز کرتے رہے ہیں تو اب جب ہماری مساجد اور سینٹرز کھلے ہیں تو اس میں ہماری حاضری ابھی اس طرح نہیں ہے جیسے توقع تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے گھروں میں بیٹھ کے نمازیں پڑھنے کی، گھروں میں بیٹھ کے اجلاس سننے کی، گھروں میں بیٹھ کے سارے پروگرام دیکھنے کی۔ اب آہستہ آہستہ ان کے پیچھے پڑ کے ان کو لے کے آئیں نکال کے گھروں سے باہر تو ٹھیک ہوجائیں گی۔ ویسے دوبارہ کووڈ جس طرح پھیل رہا ہے مجھے امید ہے کہ سردیوں میں پھر دوبارہ restrictions لگ جائیں گی۔ اس لیے آہستہ آہستہ ان کو عادت ڈالیں اور آن لائن کا کام بھی جاری رکھیں۔ مسجد آنے کا بھی کہتی رہیں، ساتھ ساتھ توجہ دلاتی رہیں دونوں کام ساتھ ساتھ چلاتی رہیں تاکہ تربیت اور تعلیم کا کام جو بھی آپ کے پروگرام ہیں وہ نہ رکیں۔

شوریٰ کے متعلق ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ ہر سال شوریٰ کی نئی تجاویز منظور ہوتی ہیں اور ان پہ کام شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح گذشتہ سالوں کی تجاویز پر بھی کام جاری رہتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کتنے سال تک ہم نے ان تجاویز پہ کام کرنا ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ جو آپ تجاویز بناتی ہیں وہ عارضی تو نہیں۔ کچھ عارضی تجاویز اگر ہوتی ہیں کہ عارضی ہم نے ایک سال کیلئے دو سال کیلئے یہ کام کرنا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر آپ یہ تجویز بناتی ہیں کہ ہم نے تربیت کے شعبہ میں نمازوں کی عادت ڈالنی ہے قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالنی ہے تو اس میں ایک سال یا دو سال کی بات تو نہیں ہے یہ مستقل بات ہے۔ اگر آپ لوگ تجاویز جو شوریٰ میں پیش کرتے ہیں یا سفارش کرتے ہیں منظوری کی، اس کے بعد اس پہ عمل بھی تو کیا کریں۔ اس پہ عمل تو ہوتا کوئی نہیں سارا سال۔ اگلے سال یا دو سال کے بعد پھر کہہ دیتے ہیں اس پہ عمل نہیں ہو رہا ہمارے میں یہی کمزوری ہے اس کو دوبارہ پیش کیا جائے۔ پھر کہہ دیتے ہیں، ردّ کر دیتے ہیں اگلے سال پیش کرنے سے اس لیے کہ جی کیونکہ یہ پچھلے سال پیش ہوگئی تھی اس لیے دوبارہ پیش نہیں ہوسکتی یا ہم کام کر رہے ہیں اس پہ انتظامی معاملہ ہے۔ یہ دیکھا کریں واقعی انتظامی معاملہ ہے کام کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے اور تین سال کے پیش کرنے کے بجائے اگر مستقل کوشش ہو رہی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ ایک سال دو سال کی بات نہیں جو پچھلی تجاویز ہیں ان کو بھی جاری رکھنا ہے جو نئی تجاویز آ رہی ہیں ان کو بھی جاری رکھنا ہے۔ اگر ایک ہی معاملے میں تین سال کے بعد دوبارہ تجویز آتی ہے اس پہ کوئی نئی suggestion آتی ہیں تو پرانا جو طریقہ عمل ہے لائحہ عمل ہے ان میں سے جو اچھی باتیں ہیں وہ جاری رکھیں اور نئے لائحہ عمل کو بھی بیچ میں ڈال کے تو پھر اس کو آگے جاری رکھیں۔ تو یہ ایک مسلسل process ہے بہت ساری باتیں ہماری جو ہیں مسلسل رہنے والی ہیں یاددہانی کیلئے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہم نے کتنے سال جاری رکھنا ہے سالوں کی بات نہیں۔ یہ تو زندگی کا حصہ ہے جب تک انسان زندہ ہے مسلمان ایک مومن زندہ ہے اس نے نمازیں پڑھنی ہیں اللہ کا حکم ہے قرآن کریم پڑھنا ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے تلاوت کرو قرآن کریم کی اور اس کا مطلب یاد کریں ترجمہ یاد کریں دینی علم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں ان کو پڑھنا ہے اور تربیتی پہلو ہیں پردہ ہے اسکے بارے میں تلقین کرنی ہے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانی ہے اسکے علاوہ بھی کوئی بہتری کیلئے خدمت خلق کی بہتری کیلئے انسانیت کی بہتری کیلئے کوئی تجاویز آتی ہیں ان کو جاری رکھنا ہے۔ تعلیم بچیوں میں رائج کرنے کیلئے پڑھانے کیلئے لجنہ کو توجہ دلانے کیلئے کہ اپنے بچوں کو کہو تعلیم حاصل کریں اس طرف توجہ دیں یہ جاری رہنے والی چیزیں ہیں تو یہ تو ایک مسلسل، عموماً وہی باتیں ہوتی ہیں جس کو ہم نے جاری رکھنا ہے یہ کہنا کہ جی تین سال ہوگئے اس لیے یہ ختم ہو گیا۔ ختم نہیں ہوا وہ تین سال میں، اس پہ آپ نے صحیح طرح عمل نہیں کیا اس لیے اس کو دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت آ گئی۔ ٹھیک ہے۔ اگر آپ عمل کرتے رہیں ان ساری باتوں پر جو تجاویز ماضی میں آپ کی شوریٰ میں منظور ہوئیں تو آئندہ آپ کے پاس کم تجاویز آئیں گی اور عمل زیادہ ہوگا۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ جو معیار کام کا ہونا چاہئے اس طرح جاری نہیں ہے۔ اس معیار کو آپ نے حاصل کرنا ہے۔ معیار آپ کا یہ ہے کہ سو فیصد نتیجہ۔ جس دن سو فیصد نتیجہ حاصل کرلیں گی اس دن مجھے آپ کہیں کہ ہاں ہمارا کام بڑا اچھا ہوگیا۔

ایک ممبر لجنہ نے اپنے بچوں کے متعلق سوال کیا کہ میرے دو بیٹے وقف نو میں ہیں جو بڑا بیٹا ہے وہ سکول جاتا ہے اور اس کو میں نے کہا ہے کہ آپ زیادہ کوشش کرو کہ مسلم بچوں کے ساتھ کھیلو۔

حضور انور نے فرمایا کہ نہیں ہر ایک کے ساتھ کھیلو۔ مسلم بچے کون سے بڑے نیک ہیں۔ اس پر ممبر لجنہ نے بتایا کہ جی حضور میرا تو یہ خیال تھا لیکن جب اس کو کہا جاتا ہے کہ نماز کا ٹائم ہوگیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ باقی مسلم بچے بھی ہیں وہ تو نماز اور قرآن کریم نہیں پڑھتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسے کہو تم مسلمان ہو اس کو ہر ایک کے ساتھ رہنا ہے ہر ایک کے ساتھ interact کرنا ہے ہر ایک کے ساتھ کھیلنا ہے۔ یہ امتیاز کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ اس کے دماغ

میں پہلے ڈالیں کہ تم ہر ایک کے ساتھ بے شک کھیلو لیکن یہ یاد رکھو کہ تم مسلمان ہو اور ہم مسلمان جو ہیں وہ نمازوں کے وقت نماز بھی پڑھتے ہیں ہمیں اللہ میاں کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پہ خوش ہوتا ہے۔ ہمیں انعام دیتا ہے۔ کتنی عمر کے ہیں بچے؟

ممبر لجنہ نے بتایا کہ حضور میرا ایک بیٹا دس سال کا ہے ایک چھ سال کا ہے اور ایک تین سال کی بیٹی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ان کے ذہنوں میں ڈالیں کہ دیکھو تم مسلمان ہو اور ہم مسلمان ہیں ہمارا یہ کام ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی چیزیں دی ہوئی ہیں اس کا ہم شکر ادا کریں۔ اگر دوسرے نہیں کرتے تو ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے لیکن ہم احمدی مسلمان ہیں اور ہمیں اپنا اچھا نمونہ دکھانا چاہئے اور یہی باتیں تم اپنے دوستوں کو بھی بتاؤ کہ جب ہم کھیلتے ہیں سارا کچھ کرتے ہیں پڑھتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے ان کے ذہنوں میں یہ بھی ڈالتے جائیں کہ تمہاری ایک اہمیت ہے ایک احمدی مسلمان بچہ ہونے کی حیثیت سے۔ اس لیے تمہارا ایسا کام ہے جب نمازوں کا وقت آئے تو تم نے اپنے دوستوں کو بتا کے نماز پڑھنی ہے پھر دوبارہ کھیلنے لگ جاؤ اس سے ان کے دوستوں پر بھی اچھا اثر ہوگا کہ ہاں تھوڑی دیر شاید کچھ ایسے بھی ہوں جو مذاق اڑائیں تو ان سے کہنا کوئی اگر تمہارا مذاق بھی اڑائے تو تم نے اس کا برا نہیں منانا یا شرمندہ نہیں ہونا کیونکہ دین جو ہے ہمارا اصل چیز ہے۔ تو بچوں کو گھروں میں کوئی وقت لگایا کریں ناں آدھا گھنٹہ ان کی تربیت کریں ان کے ساتھ دوستانہ ماحول پیدا کریں تو وہ آپ کی باتیں سنیں گے بھی اور بات مانیں گے بھی۔ یہ تو depend کرتا ہے کتنے تعلقات ہیں آپ کے بچوں کے ساتھ۔ اگر صرف کھانا دے دیا ان کو اور کہہ دیا جاکے سو جاؤ اور دبکا شبکا مار دیا اور تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گئے ان کیلئے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب بیٹھیں تو ماں باپ دونوں کا کام ہے کہ بچوں سے دوستانہ ماحول میں ڈسکشن کریں اور پوچھیں آج اسکول میں تم نے کیا کیا۔ کیا پڑھا کیسا ماحول گزرا کن بچوں سے کھیلے کیا کھیلے کس طرح ہوا ان کی ایکٹویٹیز میں حصہ لیں جو اچھے کام انہوں نے کیے اس پہ ان کو encourage کریں ان کو appreciate کریں۔ تو اس طرح پھر آپ سے دوستانہ ماحول بھی ہوگا اور ہر بات جو ہے وہ آپ کو آکے بتائیں گے بھی اور آپ کی باتیں مانیں گے بھی۔

حضور انور نے سیکرٹری محاسبہ کو ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ انہیں بڑی تفصیل سے اخراجات کو چیک کرنا چاہئے اور یہ بھی کہ وہ ٹھیک جگہ خرچ ہو رہے ہوں تا کہ ان چندوں کو بہترین رنگ میں استعمال کر کے ان کے مقاصد کو حاصل کیا جا سکے۔

12 سال سے بڑی ممبرات ناصرات الاحمدیہ کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے خیال رکھنے کی اہمیت کے حوالہ سے حضور انور نے خاص توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگر 12 سے 15 سال تک کی بچیوں کے اندر یہ بات پیدا ہو جائے کہ وہ احمدیہ مسلم جماعت کی روایات کو اپنائیں گی اور حجاب کریں گی اور اگر وہ احمدیہ مسلم جماعت کو سمجھنا شروع کر دیں، اس کی روایات اور عقائد کو اور اس بات کو کہ ہم کیوں احمدی ہیں، مذہب کیا ہے، اسلام اور قرآن ہمیں کیا سکھاتا ہے اور ہم کس طرح اس پر عمل پیرا ہو رہے ہیں، اگر اس عمر میں یہ ان سب باتوں کو سیکھ لیں اور سمجھ لیں پھر وہ بڑی عمر میں بھی ان باتوں میں ثابت قدم رہیں گی۔

سیکرٹری صحت جسمانی کو ہدایات سے نوازتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو اس شعبہ کے تحت اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ مستقل ورزش کریں اور یہ کہ ممبرات مجلس عاملہ اپنے مثالی نمونے قائم کریں اور دو سے تین میل کی روزانہ سیر کیا کریں۔

ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ حضور انور راہنمائی فرمائیں کہ رشتے ڈھونڈتے ہوئے کیسے دین کو دنیا پر ترجیح دینے کی طرف توجہ دلائی جائے؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں بہترین اخلاقی تربیت کی ضرورت ہے۔ شعبہ تربیت کو نوجوان خواتین اور ماؤں کی اخلاقی طور پر راہنمائی کرنی چاہئے تا کہ وہ اپنے دین کو ترجیح دیں۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی راہنمائی کرنی چاہئے اور نوجوان لڑکوں کی تربیت کرنی چاہئے تا کہ وہ بھی اپنے دین کو ترجیح دینے والے ہوں۔ انہیں اچھی تعلیم حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ تم صرف دینی تعلیم میں ہی آگے بڑھو۔ بلکہ تمہیں دنیا کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے یعنی دنیاوی تعلیم کی طرف بھی۔ تاہم دنیا کو ترجیح مت دو۔ اپنے دین کو ترجیح دو۔ ان کی اچھی نوکریاں ہونی چاہئیں لیکن ساتھ ساتھ انہیں دینی لحاظ سے بہت اچھا ہونا چاہئے اور نمازوں کا پابند ہونا چاہئے اور اپنے دین سے مکمل آگاہی ہونی چاہئے اور احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہونا چاہئے۔ یہ وہ معیار ہے جو لڑکوں کو حاصل کرنا چاہئے۔ یہ بھی ماؤں کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ بھی اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 19

بقیہ خطبہ بطرز سوال و جواب از صفحہ 19

جواب نواب صدیق حسن خان صاحب کے بیٹے نواب نورالحسن خان، گو ماننے والے تو نہیں لیکن انہوں نے بھی حضرت امام جعفر صادقؒ سے مروی یہ بات کی ہے کہ امام مہدی سن 200 میں نکل کھڑے ہوں گے یعنی بعد 1000 ہجری کے بارہویں صدی میں۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ اس حساب سے مہدی کا ظہور شروع تیرہویں صدی پر ہونا چاہئے۔ مگر یہ صدی پوری گزر گئی مہدی نہ آئے

سوال نواب صدیق حسن خان نے نزول مسیح کی بابت کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ نزول مسیح میں کوئی شخص چودہویں صدی سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یعنی جو تمام باتیں اور خبریں اور مکاشفات ہیں چودہویں صدی کی خبر دیتی ہیں۔ فرمایا کہ ترقی قمر بھی 14 تک ہی معلوم ہوتی ہے جیسے قرآن شریف میں ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔

سوال قیامت کی علامات کا ظہور کب ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامات کا ظہور 200 سال کے بعد ہوگا۔

سوال قیامت کی علامات کا ظہور 200 سال کے بعد ہوگا اسکی تشریح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا یہ معنیٰ بھی ہے کہ ہزار سال کے بعد دو سو سال۔ یعنی 1200 سال گزرنے کے بعد علامات مکمل طور پر ظاہر ہوں گے اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے حوالے سے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے حوالے سے ایک اور نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اس کے اعداد 1275 بنتے ہیں یعنی جس شخص نے آخرین کو پہلوں سے ملانا ہے یا ملانا تھا اُس کو اسی زمانے میں ہونا چاہئے تھا جس کے بارے میں سب توقع کر رہے تھے اور جس کی ضرورت بھی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہی وہ سال بنتے ہیں جب مَیں روحانی لحاظ سے اپنی بلوغت کی عمر کو تھا اور اللہ تعالیٰ مجھے تیار کر رہا تھا۔

سوال کس حدیث سے آج کل کے علماء کے حالات کا پتا لگتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعے علم ختم ہو گا جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنا لیں گے۔ اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ آخرین کون ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے متعلق قرآن کریم میں کون کون سی پیشگوئیاں موجود ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود کے ظہور کے متعلق قرآن کریم میں جو پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں وہ ذیل میں درج ہیں: وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب 10 ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ یعنی اس وقت ایسی ایجادات ہو جائیں گی کہ اونٹنی بیکار ہو جائے گی اور اس کی کچھ قدر و منزلت نہیں رہے گی۔ وَإِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور جس وقت جانیں بہم ملائی جائیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ آخری زمانے میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظام ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے۔ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جس وقت سورج لپیٹا جائے گا یعنی سخت ظلمت جہالت اور معصیت کی دنیا پر طاری ہو جائے گی۔ وَإِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور جب نفوس ملا دئے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعے کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسباب تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ سخت ظلمت، جہالت اور معصیت دنیا پر طاری ہو جائے گی۔ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ اور جس وقت تارے گدلے ہو جائیں گے۔ یعنی علماء کا اخلاص جاتا رہے گا۔ وَإِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جس وقت وحشی آدمیوں کے ساتھ اکٹھے جائیں گے۔ مطلب ہے کہ وحشی قومیں تہذیب کی طرف رجوع کریں گی اور ان میں انسانیت اور تہذیب آئے گی۔ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنی اس وقت خط و کتابت کے ذریعے عام ہوں گے۔ اور کتب کثرت سے دستیاب ہوں گی۔ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ یعنی اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ تو دیکھ لیں آجکل دریا بھی ملائے گئے، سمندر بھی ملائے گئے، نہری نظام قائم کیا گیا۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح

خاکسار کی بیٹی عزیزہ شاہین اختر کا نکاح عزیزم محمد اصغر ابن مکرم فیروز دین صاحب آف جماعت چھونگاں کے ساتھ مورخہ 23 جولائی 2023ء کو مکرم مولوی مظفر احمد صاحب شاد ضلع انچارج راجوری نے خاکسار کے گھر پر پڑھایا۔ رشتہ کے شیریں ثمرات کیلئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (منیر حسین، جماعت احمدیہ مسرور آباد، چارکوٹ ضلع راجوری)

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.
Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

KONARK Nursery Hyderabad
طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 جولائی 2023ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ سیدہ رضیہ سمیع صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالسمیع قریشی صاحب (لندن، یو.کے)

9 جولائی 2023ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت سید شفیع احمد صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ اور مکرم سید برکات احمد صاحب کی چھوٹی بہن تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، مخلص، باوفا اور پرہیزگار بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری محمد اشرف صاحب (حلقہ سوسائٹی، کراچی)

24 اپریل 2023ء کو کوئٹہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے شادی کے بعد 1978ء کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوکر خود بیعت کی اور سخت خاندانی مخالفت کے باوجود آخر وقت تک ثابت قدم رہیں۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، اچھے اخلاق کی مالک، ملنسار، خوددار ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ حضور انور کے خطبات اور ایم ٹی اے باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔ چندہ جات کی اول فرصت میں ادائیگی کی بہت پابند تھیں اور مالی قربانی کے علاوہ صدقہ و خیرات بھی کیا کرتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب فرینکفرٹ میں مسجد بنانے کی تحریک فرمائی تو اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنا زیور پیش کیا۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا شامل ہے۔

(2) مکرمہ شہناز جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی برکت علی انعام صاحب درویش مرحوم (قادیان)

28 مئی 2023ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم او۔ایس عبد الرحیم قریشی صاحب مرحوم (آف چنئی مدراس) صوبہ تامل ناڈو کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ کو ایک رؤیا کی بنا پر بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج، مہمان نواز، غریب پرور اور خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ دور درویشی میں آپ نے نہایت صبر اور قناعت سے زندگی گزاری۔ کئی بچے بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ ناظمہ بلقیس صاحبہ اہلیہ مکرم فقیر حسین صاحب (رعیہ ٹونگ صوبہ پنجاب، انڈیا)

25 مئی 2023ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے ایک پرانے احمدی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی شادی پنجاب میں ایک نومبائع فیملی میں ہوئی۔ لمبا عرصہ رعیہ اور ٹونگ میں بطور معلمہ ملازمت کی اور اس دوران وہاں صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، سادہ مزاج اور ایک مخلص خاتون تھیں۔ مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ مرکز سے آنے والے نمائندگان کی بہت خاطر تواضع کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(4) مکرمہ صالحہ ہادی صاحبہ اہلیہ مکرم محمود ہادی مونس صاحب (استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

30 مئی 2023 کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولوی محمد یعقوب صاحب رضی اللہ عنہ (صیغہ زودنویسی صدر انجمن احمدیہ ربوہ) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، ہمدرد، ملنسار، مہمان نواز، دینی خدمت کے جذبہ سے سرشار، نظام سلسلہ سے اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ ربوہ میں محلہ دارالعلوم غربی میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے نواسے مکرم سرجیل احمد صاحب (مربی سلسلہ) آجکل مائکرونیشیا کے جزائر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم سلیم الدین احمد صاحب ابن مکرم حشیم الدین احمد صاحب (ربوہ)

31 مئی 2023ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ اپنی فیملی کے ساتھ 1971ء میں سابقہ مشرقی پاکستان سے ربوہ آکر آباد ہوئے۔ دارالیمن غربی ربوہ میں صدر حلقہ اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنی صدارت کے دوران ہر گھر سے رابطہ رکھا اور ہر کسی کی پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، منکسر المزاج، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، غریبوں کے ہمدرد، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کا ایک بیٹا حادثہ میں وفات پا گیا تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ ایک پوتے حافظ معظم احمد صاحب مربی سلسلہ آج کل نظارت تعلیم القرآن ووقف عارضی مین خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) مکرم مبارک احمد خان صاحب ابن مکرم سیف اللہ خان صاحب (جرمنی)

27 مئی 2023 کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم 1990ء میں پاکستان سے جرمنی آگئے اور پھر یہاں گیارہ سال تک اپنی لوکل جماعت میں بطور صدر حلقہ خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، زندہ دل اور ہردل عزیز ایک شریف النفس مخلص انسان تھے۔ خلافت سے عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم سعید احمد رفیق صاحب (مربی سلسلہ ٹیلی فون ایکسچینج اسلام آباد۔ یوکے) کے سسر تھے۔

(7) مکرم مولوی سید فضل باری صاحب ابن مکرم سید غلام ہادی صاحب (سونگڑا صوبہ اڈیشہ، انڈیا)

5 جون 2023ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا مکرم سید صمصام علی صاحب مرحوم صوبہ اڈیشہ کے معروف احمدی تھے اور آپ کی والدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سید اختر الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ مرحوم نے جامعہ احمدیہ قادیان سے 1990ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد تادم وفات انڈیا اور نیپال کی متعدد جماعتوں میں ایک کامیاب مبلغ کے طور پر 34 سال تک بخیر و خوبی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور سینکڑوں بیعتیں کروانے کی توفیق بھی پائی۔ نیز آپ کو کئی نئی جماعتیں قائم کرنے کی بھی توفیق ملی۔ نیپال میں تقرری کے دوران شدید مخالفت کا بڑے صبر اور حوصلہ سے سامنا کیا۔ مرحوم بہت سادہ مزاج، ملنسار، نیک اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار "اخبار بدر" 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تاکہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔

(ادارہ)

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

میری والدہ مکرمہ سیدہ خدیجہ بیگم صاحبہ

(فضل الرحمن فضل احمدی، جماعت احمدیہ چنئی)

میری والدہ محترمہ مورخہ 13 اپریل 2023ء بروز جمعرات 21ویں رمضان کو صبح 4 بج کر 45 منٹ پر قادیان دارالامان میں 98 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اسی روز بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

مورخہ 25 فروری 1925ء کو بروز بدھ بھاگلپور کے ایک فدائی احمدی سید موسیٰ رضا صاحب کے گھر پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی ملی۔ چھٹیوں کے ایام میں نانا اپنی فیملی کو قادیان بھیج دیا کرتے تھے جسکی وجہ سے میری والدہ محترمہ کو صحابیات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خاص کر حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر مستورات خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قریب سے دیکھنے کا وافر موقع ملا۔ اللہ کے فضل سے 1934 میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریک جدید کے اجراء کا اعلان فرما رہے تھے اس وقت میری والدہ محترمہ قادیان میں موجود تھیں۔

نیز 1944 میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو آپؓ نے جماعت سے کہا کے میرے مصلح موعود ہونے کے سلسلے میں اگر کوئی خواب یا رؤیا دیکھے تو وہ میرے علم میں لائے۔ میری والدہ محترمہ نے بھی اس سلسلہ میں ایک خواب دیکھا تھا اور اسے رقم کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں بھیج دیا جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اخبار الفضل میں شائع کروایا۔ یہ خواب 23 اپریل 1944 کے روزنامہ الفضل کے صفحہ 4 میں ''حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے رویا کی مصدق احباب جماعت کی خوابیں'' کے زیر عنوان خواب نمبر 49 کے تحت شائع ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری والدہ صوم وصلوۃ کی پابند اور موصیہ تھیں، اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرے کی سعادت نصیب فرمائی۔ میں نے کبھی والدہ صاحبہ کو تہجد چھوڑتے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کو کمال کا صبر عطا کیا تھا، شکر کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، ہمدردی انتہا کی تھی، بے حد مہمان نواز تھیں۔ جماعت کیلئے نہایت ہی درد، تڑپ اور غیرت رکھنے والی، خلافت کی امین اور خلیفہ وقت سے والہانہ محبت رکھنے والی شخصیت تھیں۔

جب میں صرف 5 برس کا تھا تو جلسہ سالانہ قادیان 1969 کیلئے جاتے ہوئے میرے والد محترم مولوی فضل کریم صاحب کو دل کا دورہ پڑا امرتسر کے اسپتال میں داخل کیا گیا جہاں چند دنوں کے علاج کے بعد آپ اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے والد مرحوم کو جامعہ احمدیہ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے کلاس فیلو ہونے کا شرف حاصل تھا۔

نانی صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کے میری پانچ بیٹیوں میں خدیجہ بچپن سے ہی سب سے زیادہ دیندار ہے۔ والد صاحب کی وفات کے وقت والدہ محترمہ اور ہم آٹھ بھائی بہنوں کے علاوہ دو پھوپھیاں اور ایک غیر از جماعت ضعیف خاتون کو ملا کر بارہ افراد کا خاندان تھا اور کمانے والا کوئی نہیں تھا نہ کوئی جائداد تھی نہ نقد روپیہ تھا۔ سر پر جو چھت تھی وہ بھی ٹین کی اور نہ ہی گھر میں کوئی بجلی کا پنکھا۔ دنیاوی نظر سے دیکھیں تو گھر میں سوائے مفلسی اور ویرانی کے کچھ بھی نہ تھا۔ پر نہیں! میرے والد صاحب نے اس گھر میں ربّ رحیم کے فضلوں، رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی گئی درود کی رحمت، مسیح الزمان علیہ السلام اور ان کے خلفاء کی دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ چھوڑا تھا اور اس خزانے کی حفاظت کیلئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت سے بے لوث محبت رکھنے والی اور خلیفہ وقت سے تعلق اور رابطہ رکھنے والی ایک پاک سیرت زوجہ کو چھوڑا تھا۔ ہم تمام بھائی اور بہنیں اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کے میری ماں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروکار لاتے ہوئے نہایت ہی احسن رنگ میں اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کی۔

میں یہ لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جب گھر میں کچھ بھی نہیں تھا تو پھر میری والدہ صاحبہ نے گھر کیسے چلایا۔ میرے والد محترم جس کمپنی میں کام کرتے تھے وہ انگلستان کی ایک کنسٹرکشن کمپنی تھی، جس کے مالک ایک یہودی تھے۔ جب کمپنی کے مالک ہمارے گھر آئے تو وہ ہمارا ٹین کی چھت والا گھر دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ جاتے وقت والدہ سے یہ کہہ کر گئے کہ اپنے بیٹے کو میرے دفتر بھیج دینا۔ کمپنی کے مالک نے دفتر پہنچتے ہی آفس کے کارکنان کو بلا کر کہا کہ میں ابھی فضل کریم کے گھر سے آ رہا ہوں۔ اگر فضل چاہتا تو اپنا ذاتی مکان بنوا سکتا تھا، بہت مال و دولت جمع کر سکتا تھا پر اسکی ایمانداری نے اسے ایسا کرنے نہ دیا۔ فضل کی ایمانداری کی خاطر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تنخواہ اسی طرح جاری رہے گی۔ والد صاحب کی وفات کو ابھی چند سال ہی ہوئے تھے کہ کمپنی کے مالک ایک ہوائی حادثے میں چل بسے۔ میری والدہ پر ایک بار پھر امتحان کی گھڑی آ گئی۔ جب بھائی پیسے لینے دفتر پہنچے تو اکاؤنٹنٹ نے یہ کہہ کر بھگا دیا کے صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب سے آپکو پیسے نہیں ملیں گے۔ یہ سن کر بھائی اپنا اداس چہرہ لیکر اکاؤنٹنٹ کے کمرے سے نکل رہے تھے تو خدا کی رحمت ایک بار پھر جوش میں آئی۔ صاحب کی بیگم جو کمپنی کی مالکہ تھیں نے بھائی کو پریشان اور غمگین دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ بچہ کون ہے اور کیوں آیا ہے؟ مالکن کو سارا ماجرہ بتایا گیا اس نے کہا کہ میرے شوہر نے اپنی زندگی میں یہ وصیت کی تھی کے میرے بعد بھی فضل کی تنخواہ جاری رہے گی تو وہ جاری رہنی چاہئے لہٰذا ہر ماہ کی تنخواہ اس بچے کو کمپنی کے اکاؤنٹ سے مل جانی چاہئے۔ جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔

روزانہ کھانا پکانے کیلئے جب میری والدہ چاول نکالتیں تو ان چاولوں سے ایک مٹھی چاول چندے کی نیت سے الگ ڈبے میں رکھ دیتیں۔ اس طرح والدہ صاحبہ تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ ادا کرتیں۔

بچپن سے ہی ہماری ماں ہمیں کہتی تھیں کہ ہمیں کس بات کی فکر ہے خلیفہ کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ راتوں کو جب ہم دنیا و مافیہا سے آزاد ہو کر نیند کی آغوش میں ہوتے ہیں تو اس وقت ہمارا پیارا خلیفہ اپنی راتوں کی نیندوں اور آرام کو ترک کر کے آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ رب رحیم کے حضور ہماری بگڑی اور نصیب بنانے کیلئے تڑپتا ہے اور گڑگڑاتا ہے اور ہمارے لئے اس سے اس کا فضل طلب کرتا ہے۔

پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے 1974 میں جب جماعت کو غیر مسلم قرار دیا اس وقت میرے محلے کے ایک صاحب خوشی میں اترا اترا کر ہمارے دروازے کے سامنے اس کا اعلان کر رہے تھے۔ والدہ صاحبہ نے انہیں بلا کر کہا کہ اتراؤ مت تصویر کا دوسرا رخ بھی جلد ہی دیکھو گے۔ 4 اپریل 1979 کا دن جلد ہی آ گیا یہ وہ دن تھا جب بھٹو کو پھانسی ہوئی تھی۔ والدہ صاحبہ نے اسے بلوا کر اس بدانجام سے آگاہ کیا۔

والد مرحوم کے چھوٹے بھائی محترم فضل الرحیم صاحب مرحوم کہا کرتے تھے کہ خدیجہ میری بھابی نہیں بلکہ ماں ہیں۔ ہماری بڑی پھوپھی ہمیشہ کہتی تھیں کہ بھابی نے ہمیں کبھی نند نہیں سمجھا۔ تمام بہوؤں کے ساتھ والدہ محترمہ کا سلوک بیٹیوں جیسا تھا۔ ہمارے بڑے بھائی محترم اقبال احمد صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ کی وفات 1997ء میں ہوئی۔ بھابی ایک بیٹی (9 برس) اور ایک بیٹا (7 برس) یادگار چھوڑ گئیں۔ ان دونوں بچوں کو والدہ صاحبہ نے کبھی ماں کی کمی محسوس ہونے نہیں دی۔

ہمارے گھر کے ساتھ والے گھروں میں چند ہندو چمار فیملی رہتی تھی۔ جب کبھی ان کی کوئی خاتون ہمارے گھر آتی تو بیٹھنے کا کہتے ہی وہ زمین پر بیٹھ جاتی والدہ محترمہ انہیں اوپر بیٹھنے کو کہتیں تو وہ کہتی کہ ہماری جگہ نیچے ہی ہے اس پر والدہ محترمہ انہیں اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر اوپر بیٹھاتیں۔

والدہ صاحبہ کی چھوٹی بہن کے بیٹے عبدالخالق صاحب بنگالی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری خالہ جان خلافت پر جان فدا کرنے والی، دعا گو، بہت صابر و شاکر اور اپنے رب کریم پر کامل توکل رکھنے والی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اسکے بندوں کا شکر ادا کرتے ہوئے زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں شامل کرے۔ آمین۔

والدہ صاحبہ کی بڑی بہن کے بیٹے سید ریاض احمد آف بنگلہ دیش لکھتے ہیں کہ: میری خالہ جان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا اور مضبوط ایمان کے ساتھ وہ آخری سانس تک اس پر قائم رہیں۔ 1995ء میں جب میں اپنی بیوی کے علاج کے تعلق سے اپنے بچوں کے ساتھ کلکتہ گیا تو خالہ جان نے ایک ماں کی طرح نہایت ہی پیار اور محبت کا سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا ہمیشہ دیتا رہے۔ آمین

میری والدہ کو 3 بیٹیوں اور 5 بیٹوں سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درجنوں پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور ان کی اولادیں ہیں۔ تین بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں باحیات ہیں اور دونوں کراچی میں رہتی ہیں۔ پانچ بیٹوں میں بڑے بیٹے اقبال احمد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم احسان اللہ کریم صاحب اللہ کے فضل سے زعیم مجلس انصار اللہ کلکتہ کے طور پر جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ تیسرے بیٹے مکرم شکیل احمد صاحب سلسلہ کے خادم تھے اب ریٹائر ہیں اور قادیان دارالامان میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں والدہ محترمہ کی زندگی کے آخری ایام میں خوب خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ والدہ محترمہ گزشتہ ڈھائی برس سے موصوف کے پاس رہ رہی تھیں۔ چوتھے بیٹے مکرم عبدالحمید کریم صاحب وقف زندگی ہیں بطور انسپکٹر بیت المال آمد قادیان خدمت انجام دے رہے ہیں ان کی اہلیہ محترمہ بشریٰ جہاں صاحبہ بھی وقف زندگی ہیں اور نشر و اشاعت قادیان کے تحت بنگلہ ڈیسک میں خدمت بجا لا رہی ہیں۔ انہیں کافی عرصہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بنگال و آسام کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ۔ پانچواں بیٹا خاکسار فضل الرحمٰن فضل بطور زعیم مجلس انصار اللہ چنئی خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو جماعت کی مرکزی ویب سائٹ الاسلام کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب روحانی خزائن کے سرچ انجن بنانے والی ٹیم کی قیادت کی سعادت نصیب فرمائی۔ ہمارے کام کا ذکر پیارے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں کیا تھا۔

مورخہ 22/جون 2023 کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (یو.کے) میں آپ کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اللہ تعالیٰ والدہ صاحبہ کے درجات کو بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 فروری 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال کون سی کتاب محبوب حقیقی کا چہرہ دکھاتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

سوال کب غیر مسلم کو قرآن کریم کی توہین کرنے کی جرأت نہ ہوگی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر مسلمان زمانے کے امام کو مان لیں اور قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کریں تو غیر مسلموں کو کبھی اس طرح قرآن کریم کی توہین کی جرأت نہ ہو۔

سوال قرآن کریم کو عمل کرنے والے کو کیا کمالات حاصل ہوتے ہیں؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔

سوال خدا کا وجود کس طرح سے دکھائی دیگا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔

سوال قرآن مجید کی پیروی کرنے والے کو کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

سوال خدا تعالیٰ کو اگلے جہان میں دیکھنا ہے تو کس طرح دیکھیں گے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ خدا جو دنیا کی نظر سے ہزاروں پردوں میں ہے اسکی شناخت کیلئے بجز قرآنی تعلیم کے اَور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ قرآن شریف معقولی رنگ میں اور آسمانی نشانوں کے رنگ میں نہایت سہل اور آسان طریق سے خدائے تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

سوال قرآن مجید کی تعلیم انجیل کی تعلیم کے مطابق کس طرح کی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کیلئے آگے قدم رکھتا ہے۔ بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سو شکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہوگئی تھی۔ دوبارہ قائم ہوگئی۔

سوال قرآن مجید میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت کے متعلق کیا بیان ہوا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآنِ کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے۔ مکمل طور پر علم سے نوازا گیا ہے اور عملی ہدایات دی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ چنانچہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ (الفاتحہ: 6) میں تکمیلِ علمی کی طرف اشارہ ہے۔

سوال متقی کسے کہتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔

سوال قرآن کریم کی تعلیم کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ذکر فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں میں سے اس کی تعلیم بھی ہے کیونکہ وہ انسانی فطرت اور انسانی مصالح کے سراسر مطابق ہے۔ مثلاً توریت کی یہ تعلیم ہے کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور انجیل یہ کہتی ہے کہ بدی کا ہرگز مقابلہ نہ کر بلکہ اگر کوئی تیری دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف کہتا ہے کہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی بدی کا بدلہ تو اسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور اس گناہ کے بخشنے میں وہ شخص جس نے گناہ کیا ہے اصلاح پذیر ہو سکے اور آئندہ اپنی بدی سے باز آسکے تو معاف کرنا بدلہ لینے سے بہتر ہوگا ورنہ سزا دینا بہتر ہوگا۔ کیونکہ طبائع مختلف ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کے کون سے دو حصے بیان فرمائے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ قصے اور دوسرا احکام۔ فرماتے ہیں: ’’قرآن کریم کے دو حصے ہیں۔ کوئی بات قصہ کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعض احکام ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں...... جو لوگ قصص اور ہدایات میں تمیز نہیں کرتے ان کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء: 83) کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اَور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پایا جاتا۔

سوال انسان خدائے غیب الغیب کو کب تک نہیں پا سکتا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رہے کہ انسان اُس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادتِ رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

سوال قرآن کریم میں جو قصے بیان کئے گئے ہیں وہ دراصل کیا ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جس قدر قرآن شریف میں قصے ہیں وہ بھی درحقیقت قصے نہیں بلکہ وہ پیشگوئیاں ہیں جو قصوں کے رنگ میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں وہ توریت میں تو ضرور صرف قصے پائے جاتے ہیں مگر قرآن شریف نے ہر ایک قصہ کو رسول کریم کیلئے اور اسلام کیلئے ایک پیشگوئی قرار دے دیا ہے اور یہ قصوں کی پیشگوئیاں بھی کمال صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔ غرض قرآن شریف معارف و حقائق کا ایک دریا ہے اور پیشگوئیوں کا ایک سمندر ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی انسان بجز ذریعہ قرآن شریف کے پورے طور پر خدا تعالیٰ پر یقین لا سکے کیونکہ یہ خاصیت خاص طور پر قرآن شریف میں ہی ہے کہ اسکی کامل پیروی سے وہ پردے جو خدا میں اور انسان میں حائل ہیں سب دُور ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب والا محض قصہ کے طور پر خدا کا نام لیتا ہے مگر قرآن شریف اس محبوبِ حقیقی کا چہرہ دکھلا دیتا ہے اور یقین کا نور انسان کے دل میں داخل کر دیتا ہے اور وہ خدا جو تمام دنیا پر پوشیدہ ہے وہ محض قرآن شریف کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے۔ ☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ان میں سے ایک شخص اس کو واپس لائے گا

اخباروں میں بڑے بڑے افسران اور لیڈروں نے یہ تسلیم کیا کہ جو آفات آرہی ہیں یہ گناہوں کی زیادتی اور خدا تعالیٰ کے حکموں سے دور ہٹنے کی وجہ سے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3 فروری 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 16 کی تلاوت فرمائی: مَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ۔ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔

سوال اخباروں میں بڑے بڑے افسران اور لیڈروں نے یہ تسلیم کیا کہ جو بھی زلزلے آرہے ہیں وہ ہمارے اعمال کی وجہ سے آرہے ہیں اس کے ساتھ ہی انہوں نے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اخباروں میں بڑے بڑے افسران اور لیڈروں نے یہ تو تسلیم کیا کہ جو آفات آرہی ہیں یہ گناہوں کی زیادتی اور خدا تعالیٰ کے حکموں سے دور ہٹنے کی وجہ سے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی انہوں نے کہا کہ اس کا حضرت عیسیٰؑ کی آمد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال جب چودہویں صدی ختم ہوگئی تو نام نہاد پروفیسروں اور ڈاکٹر علماء نے کیا کہنا شروع کر دیا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب چودہویں صدی ختم ہوگئی تو نام نہاد پروفیسروں اور ڈاکٹر علماء نے کہنا شروع کر دیا کہ مسیح و مہدی کی آمد تو قرب قیامت کی نشانی ہے اس لئے ابھی وقت نہیں آیا۔

سوال نام نہاد علماء جب ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب نام نہاد علماء جب ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں صرف اتنا ہی کہتے ہیں بلکہ یہی دعا ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالْفَاسِقِيْنَ۔ اور ان فتوے دینے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

سوال حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مہدی کے ظہور کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضرت نعمت اللہؒ ایک فارسی قصیدے میں فرماتے ہیں۔ اسکا ترجمہ یہ ہے کہ بارہ سو سال گزرنے کے بعد عجیب نشان ظاہر ہوں گے اور مہدی اور مسیح ظاہر ہوں گے۔

سوال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کی کیا تاریخ بیان فرمائی؟

جواب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو ہے۔ آپ نے امام مہدی کی تاریخ ظہور لفظ چراغ دین میں بیان فرمائی ہے جس کے حروف ابجد 1268 بنتے ہیں۔

سوال نواب نور الحسن خان صاحب نے امام مہدی کے ظہور کی بابت کیا بیان فرمایا؟

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 14 - September - 2023 Issue. 37

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جلسہ سالانہ جرمنی کا کامیاب انعقاد، انتظامیہ اور کارکنان کو زرّیں نصائح نیز شامل ہونے والے مہمانوں کے ایمان افروز تاثرات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8؍ستمبر 2023ء بمقام مسجد بیت السبوح (فرنکفرٹ) جرمنی

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے کہ جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ گزشتہ ہفتہ کامیابی سے منعقد ہوا۔ سب سے پہلے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں ایک وقفہ کے بعد وسیع پیمانے پر عام حالات کے مطابق جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

انتظامیہ اور شاملین جلسہ کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ کارکنوں کو بھی شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ اس وسیع انتظام میں بہت سی جگہوں پر کمیاں رہ گئی ہونگی بعض مہمانوں کو بھی تکلیف برداشت کرنی پڑی لیکن چونکہ دینی مقصد کیلئے آئے تھے اس لیے انہوں نے کوئی شکایت نہیں کی لیکن مجھے پتا چلا کہ بعض انتظامات صحیح نہیں تھے۔

کارکنوں نے تو بہت محنت سے اپنے فرائض انجام دیے۔ جہاں اُن کی یا شعبہ میں کوئی کمزوری ظاہر ہوئی تو وہ اُن کے افسران کی طرف سے غلط ہدایات کی وجہ سے ہوئی۔ جہاں مہمانوں کو تکلیف پہنچی وہاں افسران ذمہ دار ہیں۔ استغفار کرنا چاہئے اور آئندہ کیلئے سُرخ کتاب میں لکھ کر اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لوگ یہاں جلسہ سننے آتے ہیں اگر سُنانے کا انتظام صحیح نہیں تو پھر جلسہ کا فائدہ کیا ہے؟ باقی انتظامات میں کمیاں برداشت ہوجاتی ہیں لیکن جلسہ سُننے کے انتظامات میں کوئی کمی برداشت نہیں ہوسکتی۔

حضور انور نے فرمایا: جلسہ گاہ میں اگر لوگ باتیں کررہے تھے تو تربیت کی کمی ہے اور مشنری انچارج اور مربیان اس کے ذمہ دار ہیں کہ کیوں سارا سال تربیت نہیں کرتے۔ لوگوں کو الزام نہ دیں۔ احمدی کو توجہ دلائی جائے تو وہ عموماً مثبت ردعمل دکھاتا ہے۔ اس مرتبہ عورتوں میں مردوں کی نسبت بہتر ڈسپلن تھا۔ مردوں کے شعبہ تربیت کو اپنی فکر کرنی چاہئے۔

ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں تبھی کامیاب ہوتی ہیں۔ سب اچھا ہے کہہ کر ترقی کے راستے بند نہ کریں اور نہ اس میں شرم کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ شعبہ جات کے افسران کو اپنی اصلاح کی توفیق دے۔ ان سب کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُس نے ہماری کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائی اور جلسہ پر آئے ہوئے مہمانوں نے عموماً بڑا اچھا اثر لیا ہے۔ مہمانوں نے غیر معمولی تأثرات دیے۔

جماعت جرمنی کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکرگزار ہونا چاہئے کہ اس نے اس جلسہ کی وجہ سے لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضور انور نے مہمانوں کے تاثرات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ بلغاریہ کی ایک عیسائی خاتون ویرونیکا صاحبہ جو وکیل اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں کہتی ہیں کہ ایسا بہترین جلسہ منعقد کیا گیا کہ کسی چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی نہیں دیکھی۔ مجھے اس تقریب نے رُوحانی طور پر بحال کیا۔ بلغاریہ کی ایک اور عیسائی خاتون نتالیہ کہتی ہیں کہ یہ جلسہ میرے ذہن میں نقش رہے گا۔ پہلی بار ہزاروں مسلمانوں کو ایک ساتھ عبادت کرتے دیکھا۔ تمام لوگ مسرت کے ساتھ پیش آئے۔ خلیفہ وقت کی تقریر بہت متاثر کن تھی۔

مقدونیہ کی ایک عیسائی صحافی کہتی ہیں کہ جلسے کی تنظیم بہت اعلیٰ سطح پر تھی۔ میرے لیے بڑا اعزاز ہے کہ میں ایک ایسے جلسے میں شامل ہوئی جس میں مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگ شامل تھے۔ مقدونیہ ہی کے ایک اور صحافی کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے مختلف موضوعات پر خطابات نے مجھے بہت متاثر کیا۔ بہت سے احمدی مسلمانوں سے بات کرنے کا موقع ملا۔ بڑی محبت اور مسکراہٹ سے بات کرتے تھے۔ محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کا عملی نمونہ دیکھا اور اسی موٹو سے دنیا میں امن ہوسکتا ہے۔

سلواکیہ کی ایک خاتون ٹیچر مارٹینا صاحبہ کہتی ہیں کہ مہمان نوازی کا ایسا نمونہ کبھی نہیں دیکھا۔ بیعت اور نماز کے دوران اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکی۔ سلواکیہ کے ایک اور مہمان کہتے ہیں کہ جلسے سے قبل اسلام کے بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔ جلسے میں شامل ہوکر مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا علم ہوا۔ احمدیوں نے بڑے لگن اور جوش سے مہمانوں کی خدمت کی۔ سلواکیہ کے ایک اور مہمان کہتے ہیں کہ مجھے احمدیوں کے اخلاق اور مہمان نوازی نے بہت متاثر کیا ہے۔ احمدی اپنے مذہب پر عمل کرنے والے ہیں۔ البانیہ کے ایک مہمان پروفیسر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ بہت عظیم الشان تھا۔ اس جلسہ میں دیکھا کہ خلافت ہی آپ کے اتحاد کی وجہ ہے۔

بوسنیا سے تاریخ کے پروفیسر حارث صاحب کہتے ہیں کہ جلسے میں ہر چیز کی منصوبہ بندی تھی۔ بہت اچھا انتظام تھا۔ خلیفہ وقت کی پہلی تقریر سے میرا ذہن صاف ہوگیا تھا۔ اُن سے ملاقات نے میرے ذہن پر بہت مثبت اثر چھوڑا اور مجھے انتہائی سکون ملا۔ بوسنیا سے ریڈ کراس کی سیکریٹری اندرا حیدر صاحبہ کہتی ہیں کہ خلیفہ وقت سے ملاقات بڑی پرمسرت رہی۔ خلافت نے دنیا بھر کے احمدیوں کو ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ مجھے مسلمان ہونے پر فخر محسوس ہوا۔

جارجیا کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ پہلی بار جلسہ دیکھنے کو ملا۔ چھوٹے بڑے جانفشانی سے کام کررہے تھے۔ عالمی بیعت کو دیکھ کر جذبات پر کنٹرول کرنا مشکل تھا۔ جماعت کے خلیفہ نے قلمی جہاد کا تصور ہمارے سامنے رکھا جس کی سو فیصد تصدیق کرتی ہوں۔ میرا پختہ یقین ہے کہ دنیا مستقبل میں اسلام کے بارے میں غور وفکر کرے گی اور اس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے والے بنیں گے۔

جارجیا کے ایک سنی سکالر کہتے ہیں کہ عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا، مدینہ منورہ میں رہا۔ سُنا تھا کہ احمدی ہمیں کافر کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ مختلف ہے۔ جلسے میں جماعت کو قریب سے دیکھا، خلیفہ کے خطابات کو غور سے سُنا آپ لوگوں کو کافر کہنا غلط ہے۔ جلسے کے تین دنوں میں میرے تمام سوالوں کے جوابات ملے۔

کوسووو سے آنے والے ایجوکیشن ڈائریکٹر کہتے ہیں کہ جلسہ کے دنوں میں خطابات سنے جو میرے ذہن پر نقش رہیں گے۔ مہمان نوازی کا تجربہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ رہے گا۔ کوسووو کے مئیر کہتے ہیں کہ اس غیر معمولی جلسہ میں اتحاد اور بھائی چارے کے مناظر نے میرے ذہن پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ خلیفہ وقت کی تقریر متاثر کن تھی۔ مہمان نوازی حیرت انگیز تھی۔

کیمرون کے ایک چیف امام صاحب کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ اتنے بڑے پروگرام میں شامل ہوا ہوں۔ حیرانی کی بات ہے کہ مختلف رنگوں کے لوگ ایک فیملی کی طرح ملے۔ امام جماعت کے خطابات پُر حکمت اور اسلامی تعلیمات کے عکاس تھے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو زندگی جنت بن جائے۔

لتھوانیا کی ایک خاتون ہیں جنہوں نے رضا کارانہ طور پر اسلامی اصول کی فلاسفی کا لتھوانین زبان میں ترجمہ کیا ہے کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ نے مجھے شاندار موقع دیا کہ جماعت کو پرکھ سکوں۔ جماعت احمدیہ اپنے ماٹو پر حقیقی رنگ میں عمل پیرا ہے۔

ترک خاتون ٹیچر یاسمین صاحبہ جو جرمنی میں رہتی ہیں کہتی ہیں کہ خلیفہ وقت کا خطاب میرے سوالوں کا جواب تھا۔ جلسے کا ماحول مجھے بہت پسند آیا۔ اتنے زیادہ لوگوں کا جمع ہونا اور محبت کی لڑی میں پروئے ہونا ایک غیر معمولی اور حیران کن بات تھی۔ سربیا کے ایک جرنلسٹ کہتے ہیں کہ جلسہ میں آپ کے حسن انتظام نے حیران کردیا۔ نہ انتظامیہ میں اور نہ ہی چالیس ہزار افراد میں کوئی برائی نظر آئی۔ سربیا کی ایک اور جرنلسٹ خاتون کہتی ہیں کہ میرے دل میں منتظمین اور شاملین کیلئے محبت کے جذبات ہیں۔ خلیفہ کے خواتین کی طرف خطاب نے بہت متاثر کیا۔

ایک جرمن عیسائی کیتھولک ٹی وی کے نمائندے کہتے ہیں کہ خلیفہ کا خطاب متاثر کن تھا۔ خطاب ایسا تھا کہ محض سن لینا کافی نہیں غور وفکر کرنا چاہئے۔ ایک جرمن خاتون جو جلسہ میں احتراماً دوپٹہ اوڑھ کر بیٹھی رہیں کہتی ہیں کہ دوران خطاب میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میری آنکھیں نم ہوگئیں۔ خلیفہ کی باتیں دل کو چُھو لینے والی تھیں۔

جلسہ جرمنی میں میڈیا کوریج اچھی ہوئی۔ چار ٹی وی چینلز کے ذریعہ اکتالیس ملین، گیارہ اخبارات کے ذریعہ پچاس ملین پانچ ریڈیو اسٹیشنز کے ذریعہ چودہ ملین اور آن لائن کے ذریعہ دوملین لوگوں تک خبر پہنچی۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح ایک سو آٹھ ملین لوگوں تک جلسہ کی کوریج پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہرحال اس کے بہتر نتائج پیدا کرے۔

لوگوں کے جو چند ایک تاثرات بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ وہ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے۔ مختلف مساجد کے افتتاح پر بھی لوگوں نے مثبت اظہار کیے کہ اسلام کے بارے میں ہماری رائے بدل گئی ہے۔ شکوہ بھی کیا کہ ہمارے واقف احمدیوں نے ہمیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے پہلے آگاہ نہیں کیا۔ پس ہر احمدی کو بغیر احساس کمتری اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کروانا چاہئے۔ صرف پمفلٹ تقسیم کرنا مقصد پورا نہیں کرتا۔ لوگوں کو ابھی بھی مذہب کی باتیں سننے میں دلچسپی ہے۔

ہمیں ہر جگہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ کمزوریوں پر توجہ کرنی چاہئے۔ بہتری کی بہت گنجائش ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رہنی چاہئے۔ دعا کرکے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کام کا آغاز کریں۔ انتظامیہ اور شاملین کو ہمیشہ جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور آئندہ سب کو بہتر رنگ میں جلسے کے مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad